القول السديد في القراءة والتجويد

আল্ ক্বাউলুছ্ছাদীদ

ফিল্ ক্বিরআতে ওয়াত্ তাজবীদ

মুআল্লিফ

مولانا قاری محمد عبد اللطیف

صاحب قبلہ پھولتلی

পরিবেশনায় ঃ—

বন্ধু লাইব্রেরী

৪/২ হাজী কুদরতুল্লাহ মার্কেট,
সিলেট।
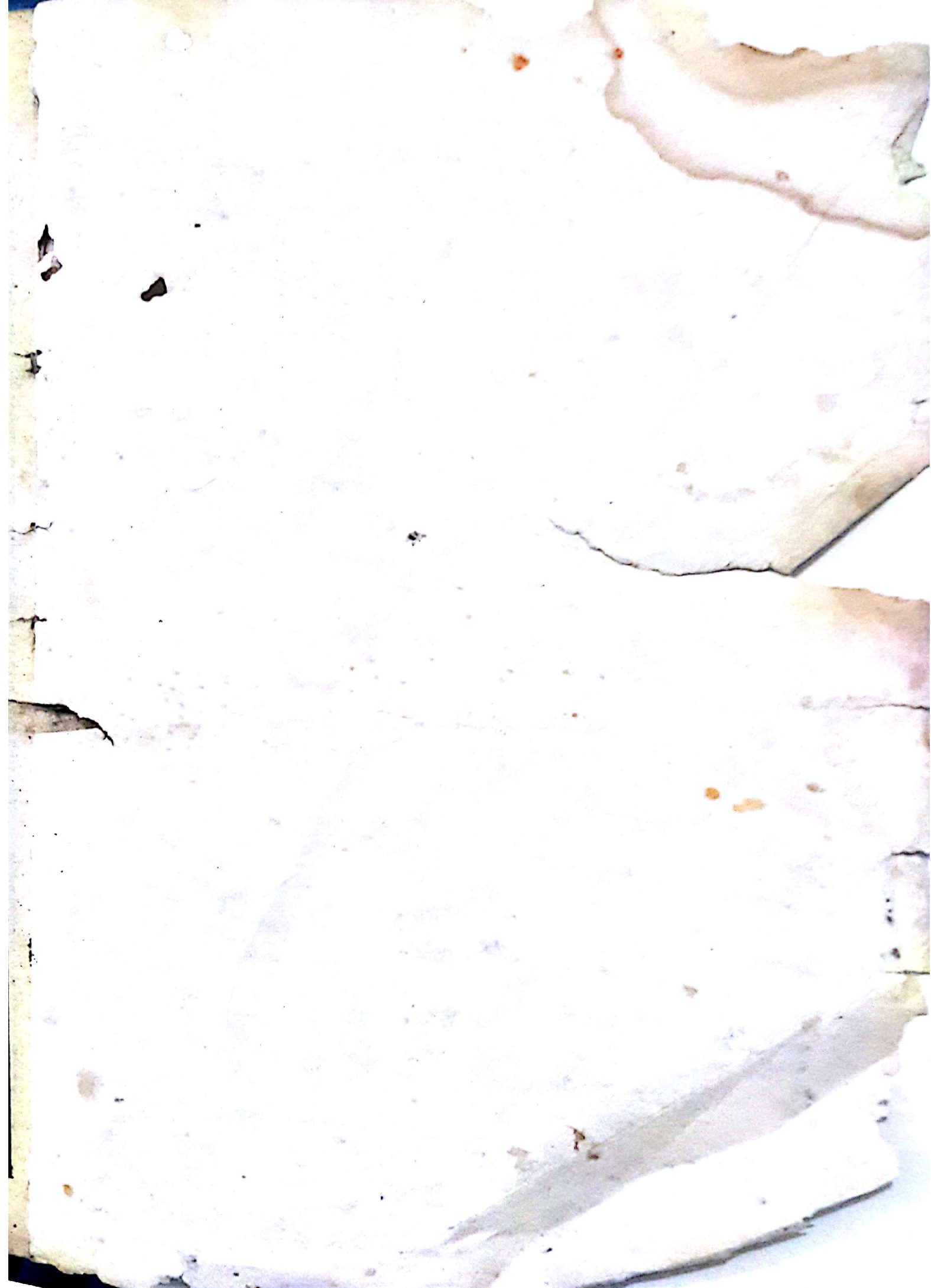
۷۸٦

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝

اَلْقَوْلُ السَّدِیْدِ
فِی الْقِرَأۃِ وَالتَّجْوِیْدِ

مؤلفہ

حضرت مولانا مُحَمَّد عَبدُ اللَّطِیفْ صاحب قبلہ

پھول تلی۔ سلہٹ۔ بنگلہ دیش۔

ناشر

مُحَمَّد عمادُ الدِّین پھول تلی

بذریعہ وی۔ پی ملنے کا پتہ:۔

پھول تلی صاحب باڑی لائبریری

پوسٹ۔ رتن گنج۔ ضلع سلہٹ۔ بنگلہ دیش۔

برطانیہ میں ملنے کا پتہ:۔

MAULANA MUJAHID UDDIN
57. UPPER TICH BORNE ST.
LEICEESTER
LE2 ONQ
U.K.

طبع سادس ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ تعداد تین ہزار

قیمت بارہ روپئے

فہرست مضامین القول السدید فی القرأۃ والتجوید

مقدمہ طبع ہذا

از حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن سابق محدث مدرسہ عالیہ فتحپور
پرنسپل عیسیٰ متی دار العلوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَوَسِیْلَتِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۵

اَمَّا بعد پیش نظر کتاب مستطاب امام الطریقۃ الجامع بین الشریعۃ والحقیقۃ عمدۃ العلماء الکاملین۔ زبدۃ الصلحاء العارفین سراج السالکین رئیس القراء والمفسرین ہادینا مرشدنا حضرت مولانا **عبد اللطیف** صاحب پھولتلی سلہٹی صاحب اطال اللہ ظلالہم ونفعنا بانفاسہم القدسیۃ کی تالیفات سے ہے ان کی ذات بابرکات طریقت کے جس سلسلۂ علیہ کی مسند نشین ہے اس سلسلہ کے اکثر اگلے بزرگوں کا قرآن کریم کی تعلیم وتعلم کے ساتھ خاص

شغف تھا۔ اور ان حضرات نے مختلف پہلوؤں سے قرآن کریم کی خدمت کی ہے۔ اگرچہ یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے تاہم بعض بزرگوں کے تذکرہ کو باعث برکت خیال کرتا ہوں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ گھنٹوں تک اس کیفیت سے قرآن کا درس دیتے تھے کہ پہلے چند آیات کو باتجوید پڑھاتے اور پھر ترجمہ کرتے تھے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سرزمین ہندوستان میں سب سے پہلے فارسی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ شائع کیا جس سے مسلمانان ہند کے اندر ایک نیا ایمانی جذبہ پیدا ہوگیا۔

اگرچہ علماء کی ایک جماعت نے انکی مخالفت کی۔ ترجمۂ قرآن مجید کے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا اور پورے شد و مد کے ساتھ شاہ صاحبؒ کے اس اصلاحی اقدام کو روکنا چاہا۔ لیکن حقیقت ناشناس لوگوں کی یہ شورش صدا بصحرا کی حیثیت سے آگے بڑھ نہ سکی۔

شاہ صاحبؒ کے بعد ان کے لائق بیٹوں نے قرآن مجید کے

فارسی اور اُردو ترجمے شائع کئے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ رئیس المجاہدین حضرت سید احمد بریلوی قدس سرہ جہادی مصروفیتوں کے باوجود لوگوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے ان کے خلیفہ مولنا کرامت علی جون پوریؒ نے ملک بنگال اور آسام میں جو تبلیغی خدمت انجام دی اس سے اس ملک کے باشندے واقف ہیں۔

اس وقت اس ملک کے اکثر مسلمان قرآن شریف پڑھنا بالکل نہیں جانتے تھے۔ اور ایک ایک وسیع علاقے میں قرآن شریف کا ایک نسخہ تک میسر نہ ہوتا تھا۔ موصوف نے لوگوں کو قرآن مجید پڑھایا۔ اپنے ہاتھوں سے لکھ کر قرآن شریف کو شائع کیا۔ منجملہ انکی کثیر تصانیف کے صرف فن تجوید ہی میں (۱) شرح جذری۔ (۲) شرح شاطبی (۳) زینت القاری (۴) مخارج حروف چار کتابیں ہیں ان کا لکھا ہوا قرآن شریف کا ایک نسخہ سلہٹ کے ایک عالم صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔

ان کے بیٹا اور خلیفہ حضرت مولنا شاہ حافظ احمد قدس سرہ نے اسی طرح پر تبلیغ دین میں اپنی پوری زندگی گزاردی

باڑی بیں ہے۔ مرکز کے مصاریف کے لئے حضرت پھول تلی صاحب قبلہ نے خود اپنی ذاتی جائداد سے ایک معتد بہ حصّہ وقف کر رکھا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب علم تجوید کے شائقین کے لئے بہت مفید ہوگی۔ فَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ ۵

حضرت مؤلّف عمّت فیوضہم و دامت برکاتہم کی سند قرأت تو کتاب کے آخر میں ہے۔ باعث برکت خیال کرتے ہوئے آپکی سند حدیث اور سند طریقت کو بھی اختصار کے ساتھ بیان کردیا جاتا ہے۔

(سند حدیث)

آپ کو دو سلسلے سے سند حدیث حاصل ہے۔ اوّل حضرت مولٰنا خلیل اللہ صاحبؒ سے اور ان کو حضرت منوّر علیؒ صاحب رامپوری سے۔

دوم حضرت مولٰنا وجیہ الدینؒ رامپوری مدظلہ العالی

سے اور ان کو حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے اور مولنا منور علی صاحبؒ رامپوری اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی اسانید بہت مشہور ہیں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

سند طریقت۔

آپ کو سند طریقت حاصل ہے حضرت مولانا شاہ یعقوب بدر پوریؒ سے اور ان کو حضرت مولانا شاہ حافظ احمد جونپوریؒ سے اور ان کو حضرت مولانا کرامت علی جونپوریؒ سے اور انکو حضرت سید احمد بریلویؒ سے اور ان کو شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے اور ان کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے اور ان کو حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ سے۔ اور حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک چاروں مشہور طریقوں کی سند حاصل ہے جو اس سلسلہ کے شجرے اور شاہ ولی اللہؒ کی کتاب "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" وغیرہ کتابوں میں بالتفصیل مذکور ہے۔ نیز آپ نے حضرت بدر پوریؒ کے حکم سے حضرت مولنا غلام محی الدین (۱) رامپوریؒ سے طریقہ چشتیہ نظامیہ میں استفادہ

(۱) آپ کے والد ماجد کا نام مضارب الدین تھا۔ ضلع پشاور میں آبادی کی علاقہ میں پیدا ہوئے اور سن ۱۳۲۰ھ میں امرتسر تشریف لائے۔

کیا ہے اور حضرت مولٰنا غلام محی الدینؒ کو حضرت شاہ مشتاق[1] رامپوریؒ سے سند حاصل کی تھی اور ان کا سلسلہ بہت مشہور ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین الذی انزل الکتاب المبین لا ریب فیہ ھدی للمتقین ورحمۃ للمؤمنین یاسعادۃ من حافظ علیٰ تلاوتہ وترتیلہ وتدبر فی معانیہ وکان من العاملین انہ لقراٰن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطھّرون تنزیل من ربّ العالمین۔

والصلوٰۃ والسّلام علیٰ اشرف المخلوقین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ الطیّبین الطّاھرین وعلیٰ من تبعھم الیٰ یوم الدین۔ اٰمین۔

[1] ولادت باسعادت ۲۵ شعبان ۱۲۵۲ھ میں ہوئی۔ وفات ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ

سببِ تالیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

امّا بعد۔ پس خاکسار فقیر محمّد عبد اللطیف بن
مولٰنا عبد المجید پھولتلی۔ برادرانِ اسلام سے عرض کرتا ہے
کہ فنِ تجوید میں کوئی کتاب یا رسالہ لکھنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ
اس فن میں بہت سی کتابیں متداول موجود ہیں اور فنِ صرف جو کہ
تجوید کا اصل الاصول ہے وہ تو درسیات میں شامل ہے۔ پھر بھی
فقیر کو اس مختصر رسالہ لکھنے پر مجبوری کی وجہ یہ ہے کہ بعد فراغت
درسی کتب دینیہ ماشاء اللہ مجھے خیال تھا کہ میری قرأت بہت
عمدہ صحیح اور درست ہے۔ چنانچہ میں بڑی بڑی جماعتوں میں
امامت کرتا اور مدرسوں میں قرأت اور مختلف فنوں کا امتحان
لیا کرتا تھا۔ لیکن قطب الاولیاء مولٰنا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کبھی کبھی میری قرأت میں غلطیاں پکڑتے اور ارشاد فرماتے
کہ تم اپنی قرأت درست کر لو ورنہ نماز برباد ہو جائے گی جس پر

تمام عبادات کا مدار ہے۔ آخر مجبوراً میں حضرت مولٰنا حافظ عبدالرؤف صاحب کرم پوریؒ کی خدمت میں جاکر حاضر ہوا۔ چونکہ وہ بزرگ شیرخواری کے زمانہ سے انتیس ۲۹ سال کے عمر تک اپنے والدین کے ساتھ مکّہ مکرمہ میں مقیم رہے اور قرآن شریف کو باتجوید مشق اور حفظ کیا۔ جس کی سند اخیر رسالہ میں مرقوم ہے آپکو قرأت سنانے کے بعد میرے سامنے اپنی ایسی غلطیاں ظاہر ہوئیں کہ جن سے نماز فاسد ہوجاتی ہے، حالانکہ اس سے پیشتر مجھے خیال تھا کہ قرآن شریف عربی کتاب کی طرح پڑھ لینا کافی ہے۔ تب ظاہر ہے کہ جن بزرگ کے کمال قرأت کے معترف اہل عرب تھے ان کے سامنے میری قرأت کی کیا حقیقت ہوگی؟

لہذا نہایت کوشش سے تمامہ قرآن شریف آپ کو سناکر دوبارہ حضرت صاحب بدرپوری کی خدمت میں سُنایا ان دونوں حضرات کے سند قرآن شریف حاصل کرنے کے بعد مکہ مکرّمہ کے رئیس القراء حضرت مولٰنا احمد حجازیؒ جو فقیہ مکّہ تھے اور حکومت عرب کی طرف سے قرّاء عرب کے ممتحن تھے آپ اگر کسی کی قرأت صحیح تسلیم کرلیتے تو اسے حرم محترم میں قرأت

پڑھنے کی اجازت ملتی ورنہ روک دیا جاتا آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر پھر قرآن شریف سنا کر سند قرأت حاصل کی، آپنے سند مرحمت فرما کر بطور ہدایت وصیت فرمائی کہ آج کل عجم میں تلفظ حرف اور قرأت میں بکثرت اختلاف سنتے ہیں آتا ہے یہ ایک امانت جو میرے اساتذہ و مشائخ قرأت نے میرے حوالہ کی تھی آج میں تمہارے ساتھ اس کو سونپتا ہوں اگر تم اس میں زیادتی یا کمی کی تو اس کی ذمہ داری تم پر عائد ہوگی۔ واپس آنے پر میرے احباب نے مجھکو تعلیم قرأت پر مجبور کیا۔

بعونہ تعالیٰ جہانتک خدا مجھے توفیق دی تعلیم دیتا رہا۔ اور قواعد تجوید جہانتک مجھے یاد ہے بتا کر مختلف کتابیں دیکھنے کی ہدایت کر دیا کرتا۔ لیکن جب وہ مختلف کتابوں سے قواعد سیکھنے لگے تو ان کے آپس میں بہت سے قاعدوں میں اختلاف و تعارض پیدا ہو گیا۔

بنا بریں مجھے مجبور کیا گیا کہ اپنے اساتذہ سے جو قواعد میں نے اخذ کئے انہیں باضابطہ ان کے لئے قلم بند کر دوں، اس فکر میں میں نے دو سال گذار دیئے کہ اپنے یاد پر اعتماد کرتے ہوتے کہاں تک

باضابطہ تحریر کر سکوں گا۔ اتنے میں میرے استاد شیخ القراء احمد حجازی مدظلہ العالی نے دو کتابیں جو فن تجوید میں آپ کی مصنفہ ہیں حجاج کے ذریعہ بطور یادگار ہدیہ بھیجدیں اور اسطرف بھی اشارہ فرمایا کہ عام مسلمان ان سے نفع حاصل کریں۔

میں ان کتابوں کو مطالعہ کر کے دیکھا کہ یہ عربی زبان میں نہایت ثقیل اور پیچیدہ عبارت میں لکھی گئی ہیں۔ اور ہمارے اطراف کے اکثر لوگ عربیت سے بے بہرہ ہیں لہذا نفع عام کے لئے اردو زبان میں اس کتاب کے مسائل مرقومہ کی تشریح کر دی۔

اب برادران اسلام سے گذارش یہ ہے کہ اس رسالہ میں جو عیوب اور قصور ظاہر ہوں ان سے درگزر کریں۔

والعفو عند کرام الناس مأمول

اور بارگاہ صمدیت سے التجا ہے کہ اس ناچیز ہدیہ کو قبول فرماتے ہوئے نافع خلائق بنا دے اور اس کو میری نجات آخرت کا سبب قرار دے۔ آمین یا رب العالمین۔

فقیر محمد عبد اللطیف بن مولنا عبد المجید پھول تلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اِعْلَمْ اَنَّ التَّجْوِیْدَ هُوَ التَّحْسِیْنُ مُطْلَقًا وَاِصْطِلَاحًا هُوَ عِلْمٌ یُبْحَثُ فِیْهِ عَنْ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ وَصِفَاتِهَا وَغَیْرِ ذٰلِكَ وَمَوْضُوْعُهٗ الْاٰیَاتُ الْقُرْاٰنِیَّةُ وَالْمُرَادُ مِنْهُ اِعْطَاءُ الْحُرُوْفِ حَقِّهَا وَمُسْتَحَقِّهَا مِنَ الْمَخَارِجِ وَالصِّفَاتِ وَمَا یَتَجَدَّدُ لِلْكَلِمَاتِ الْقُرْاٰنِیَّةِ بِسَبَبِ التَّرْكِیْبِ مِنَ الْاَحْكَامِ كَالتَّفْخِیْمِ وَالتَّرْقِیْقِ وَالْمُدُوْدِ وَالْغُنَنِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔

وَالْغَایَةُ الْوَحِیْدَةُ مِنَ التَّجْوِیْدِ صَوْنُ اللِّسَانِ عَنِ الْخَطَاءِ فِیْ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَقْتَ تِلَاوَتِهٖ مِنَ الزِّیَادَةِ وَالنُّقْصَانِ فِیْ بَعْضِ الْحُرُوْفِ. وَفَائِدَتُهٗ اَلْفَوْزُ بِسَعَادَةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ وَحُكْمُهٗ فَرْضُ كِفَایَةٍ وَالْعَمَلُ بِهٖ فَرْضُ عَیْنٍ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ مِنَ الْمُكَلَّفِیْنَ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ ؎

ترجمہ :- جاننا چاہیئے کہ تجوید کے لغوی معنی مطلق تحسین یعنی اچھا کرنا۔ خوبصورت بنانا اور اصطلاح میں تجوید اس علم کو کہتے ہیں جس میں حروف کے مخارج اور صفات وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ علم تجوید کا موضوع آیات قرآنیہ ہیں اور اس علم کا مقصد حروف کا حق ادا کرنا یعنی مخارج و صفات اور تفخیم (پُر کرنا) ترقیق (باریک کرنا) مد۔ غنّہ وغیرہ وہ احکام جو ترکیب کے سبب سے کلمات قرآنیہ کے ساتھ لاحق ہوتے ہیں۔ ان کو ادا کرنا۔

تجوید کی غرض تلاوت کے وقت کلام اللہ کے حروف میں زیادت ونقصان وغیرہ خطا سے زبان کو بچانا۔

تجوید کا فائدہ :- دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کرنا۔

حکم :- تجوید سیکھنا فرض کفایہ ہے اور اس پر عمل کرنا ہر بالغ مسلمان۔ مرد وعورت پر فرض عین ہے۔

(واللہ ورسولہ اعلم)

فصل۔ قرآن شریف شروع کرنیکا طریقہ

قرآن شریف شروع کرنے کے چار طریقے ہیں :۔
(۱) فصل کل یعنی تعوذ تسمیہ اور سورہ ہر ایک پر وقف کرکے علیحدہ پڑھنا۔ (۲) وصل کل یعنی ہر ایک کو ملا کر پڑھنا (۳) وصل الاوّل بالثانی یعنی تعوذ اور تسمیہ کو ملا کر پڑھنا۔ (۴) وصل الثانی بالثالث یعنی تسمیہ کو سورہ سے ملا کر پڑھنا۔

فصل دو سورتوں کے درمیان تسمیہ پڑھنے کا طریقہ

دو سوتوں کے درمیان تسمیہ پڑھنے میں تین صورتیں جائز ہیں اور ایک صورت ناجائز۔

پہلی تینوں صورتیں یہ ہیں (۱) ہر ایک پر وقف کرنا۔ یعنی پہلی سورت کے اخیر میں وقف کرکے پھر بسم اللہ پر وقف کرے پھر دوسری سورت شروع کرے۔ (۲) پہلی سورت کے اخیر میں وقف کرے پھر بسم اللہ کو دوسری سورت کی ابتدا سے ملائے (۳) ہر ایک کو ملائے یعنی پہلی سورت کے اخیر کو بسم اللہ سے اور بسم اللہ کو دوسری سورت سے ملائے۔

اور چوتھی صورت یہ ہے کہ سورت اولیٰ کے اخیر سے

بسم اللہ کو ملا کر وقف کرے پھر دوسری سورت شروع کرے۔
یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ سننے والا گمان کرے گا کہ بسم اللہ
پہلی سورت کی آخری آیت ہے۔

فصل۔ تعوذ اور تسمیہ کے حکم

تلاوت قرآن شریف شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنا
بعض علماء کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنّت
اور ہر ایک قولہ تعالیٰ فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ
بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ؕ سے استدلال کرتے ہیں۔
اور بسم اللہ ابتداء سورت میں پڑھنا مشہور قول کے موافق واجب
ہے اور بعض کے نزدیک سنّت مؤکدہ ہے۔

احناف کے یہاں یہی قول مشہور ہے اور درمیان سورت
میں پڑھنا مستحب ہے البتہ سورۃ برأت کی ابتدا میں بسم اللہ
پڑھنا بعض کے نزدیک حرام ہے۔ اور اثناء میں مکروہ ہے۔
جیسا کہ فقیہ شافعیؒ ابن حجر ہیثمیؒ نے کہا ہے۔ اور بعض کے نزدیک
ابتدا میں مکروہ ہے اور اثناء میں مستحب ہے اور یہی معتمد ہے۔

اور سورۂ برأت کی ابتدا میں ترک بسم اللہ کی حکمت یہ ہے۔ کہ بسم اللہ امان ہے اور سورۂ برأت میں امان نہیں کیونکہ اس سورت میں مشرکوں پر تلوار چلانے کا حکم نازل ہوا ہے۔

حضرت عثمانؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ برأت کے بارے میں مستقل سورہ ہونیکی تصریح نہیں فرمائی اور اس کا مضمون سورۂ انفال سے مشابہ ہے اسلئے ممکن ہے کہ دونوں سورتیں درحقیقت ایک ہی سورت ہوں اس بناپر بسم اللہ درمیان میں نہیں لکھی کیونکہ بسم اللہ سورتوں کو باہم جدا کرنے کیلئے نازل ہوئی ہے بخاری وغیرہ۔

تنبیہ:۔ سورۂ انفال اور سورۂ توبہ کے درمیان تین صورتیں جائز ہیں:۔ وقف۔ وصل۔ سکت۔ ان میں سے پہلی صورت افضل ہے۔ پھر دوسری پھر تیسری۔ پہلی صورت یہ ہے کہ انفال کے اخیر میں وقف کرے پھر تعوذ کے بعد سورۂ توبہ کو شروع کرے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بلا تعوذ وتسمیہ وصل کرلے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں سورتوں کے درمیان دو حرکت یعنی ایک الف کے اندازہ ٹھہر جاوے۔

فصل۔ مخارج حروف کے بیان میں

قاری کے لئے ضروری ہے کہ حرف کو اس طرح نکالے کہ دوسرے حرف کی صوت سے بالکل مشارکت نہ ہو بلکہ پورا امتیاز حاصل ہو کیونکہ مخرج چھوڑ کر حرف کو ادا کرنا دشوار ہے ادا کر لینے پر بھی حسنِ ادا باقی نہ رہے گا۔

ہر حرف کے مخرج پہچاننے کا طریقہ

حرف کو ساکن یا مشدّد بنالے اور اس کے اوّل میں ہمزۂ وصل لاکر تلفظ کرے پس جہاں زبان پہنچے اور آواز ختم ہو جائے وہاں اس حرف کا مخرج ہے جیسے اَبْ۔ اَتْ۔ اَجْ۔ اور اَبَّ۔ اَتَّ۔ اَجَّ۔

مخارج حروف

اکثر علمائے فن کے قول کے موافق جو کہ مشہور و متواتر ہے مخارج سترہ [۱۷] ہیں اور ان کے مقامات پانچ ہیں۔ جوف [۱]۔ حلق [۲]۔ لسان [۳]۔ شفتان [۴] (دونوں ہونٹ) خیشوم [۵]۔

پس جوفؔ منہ کے اندر کا خلا ہے جس سے مدّ کے تینوں حروف نکلتے ہیں۔ یعنی الفؔ ساکن ما قبل مفتوح۔ اور واؔو ساکن ما قبل مضموم اور یاؔ ساکن ما قبل مکسور۔

اور حلق میں تین مخارج ہیں ان سے چھ حروف نکلتے ہیں

پہلا۱ مخرج اقصیٰ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ سے متصل ہے اس سے دو حرف نکلتے ہیں۔ ہمزہؔ اور ھاؔ۔ دوسرا۲ مخرج وسط حلق اس سے دو حرف نکلتے ہیں حاؔ اور عینؔ۔ تیسرا۳ مخرج ادنیٰ حلق یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کے متصل ہے اس سے دو حرف نکلتے ہیں غینؔ اور خاؔ۔

لسانؔ :۔ یعنی زبان میں دس مخارج ہیں جن سے اٹھارہ حروف نکلتے ہیں۔ پہلا۱ مخرج اقصیٰ لسان یعنی لہات اور اس کے مقابل تالو کا حصہ جس سے قافؔ نکلتا ہے۔ دوسرا۲ مخرج قاف کے مخرج سے ذرا نیچے اور اس کے مقابل تالو کا حصہ اس سے کافؔ نکلتا ہے۔ تیسرا۳ مخرج وسط لسان اور اس کے مقابل تالو کا حصہ اس سے تین حروف نکلتے ہیں :۔ جیمؔ۔ شینؔ اور یائے غیر مدّہ۔

چوتھا مخرج زبان کی داہنی یا بائیں کروٹ درازی
کے ساتھ اضراس علیا سے مل کر اس سے ضاد نکلتا ہے۔
دوسری کتابوں میں اس مخرج کی انتہا مخرج لام تک بتلاتے ہیں
پانچواں مخرج حافۂ لسان کا اگلا حصہ اور اس کے
مقابل کچھ تالو اور اوپر والے دانت کا مسوڑا، اس سے لام
نکلتا ہے۔ چھٹا مخرج زبان کا اگلا حصہ لام سے ذرا نیچے اس سے
نون نکلتا ہے۔ ساتواں مخرج سر زبان کی پیٹھ اور ثنایا
علیا کا مسوڑا۔ اس سے را، نکلتی ہے۔ آٹھواں مخرج سر
زبان اور ثنایا علیا کی جڑ اور تالو کا کچھ حصہ ان سے تین حروف
نکلتے ہیں تا۔ دال اور طا۔ نواں مخرج زبان کی نوک
اور ثنایا علیا و ثنایا سفلی کے درمیان اس سے تین حروف
نکلتے ہیں صاد۔ زا اور سین۔ دسواں مخرج سر
زبان اور ثنایا علیا کا سر اس سے تین حرف نکلتے ہیں۔ ثا۔
ذال۔ اور ظا۔

شفتان :- یعنی دونوں ہونٹوں میں دو مخرج ہیں
پہلا مخرج نیچے والے ہونٹ کا پیٹ اور ثنایا علیا ...

سر اس سے فآ نکلتی ہے۔

دوسرا مخرج دونوں ہونٹوں کے درمیان سے انطباق کے ساتھ باؔ اور جیم اور انفتاحؔ کے ساتھ واؤ غیر مدّہ نکلتے ہیں۔

خیشوم :۔ یعنی ناک کی جڑ اس میں ایک مخرج ہے جس سے غنّہ کے حروف نکلتے ہیں۔ نونؔ ساکن اور تنوین حالت ادغام مع الغنّہ اور حالت اخفاء میں میم اور نونؔ جبکہ مشدد ہوں اور میمؔ جبکہ دوسرے میم میں مدغم ہو یا باء میں مخفی ہو ان حالات میں ان حروف میں تغیر پیدا ہو کر ان کا مقامِ ادا خیشوم بن جاتا ہے۔ ایک حرف کو جب دوسرے حرف میں ادغام کیا جاتا ہے تو وہ دو حرفوں سے مرکب ہوتا ہے ایک مدغم اور دوسرا مدغم فیہ سو اگر ادغام مع الغنّہ ہو تو پہلا حرف یعنی مدغم کا مخرج خیشوم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا حرف یعنی مدغم فیہ اپنے مخرج میں باقی رہتا ہے۔ اور اگر ادغام بلاغنّہ ہو تو مدغم کو مدغم فیہ میں داخل کر کے ایک حرف مشدّد بنایا جاتا ہے۔ اور حرف ثانی کے مخرج سے تلفظ کیا

جاتا ہے۔

مخفی نہ رہے کہ اگر یہ دونوں حروف ایک ہی کلمہ میں ہوں تو ادغام نہیں کیا جائیگا۔

فصل۔ القابِ حروف کے بیان میں

القاب حروف دس ہیں :۔ جوفیہ[1]۔ ہوائیہ[2]۔ حلقیہ[3]۔ لہویہ[4]۔ شجریہ[5]۔ نطعیہ[6]۔ لثویہ[7]۔ اسلیہ[8]۔ ذلقیہ[9]۔ شفویہ[10]

ع۱ جوفیہ مدّہ کے تینوں حرفوں کو کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مخرج جوف دہن ہے۔ ع۲ ہوائیہ بھی انہی حروف مدّہ ہی کا نام ہے کیونکہ انکی انتہاء ہوا پر ہوتی ہے۔ پس مد کے اعتبار سے ان کا نام ہوائیہ ہے۔ اور جوف سے نکلنے کے اعتبار سے جوفیہ ہے۔ ع۳ حلقیہ چھ حروف ہیں :۔ ہمزہ[1]۔ ہا[2]۔ حا[3]۔ خا[4]۔ عین[5]۔ غین[6]۔ چونکہ ان کا مخرج حلق ہے اس لئے حلقیہ کہتے ہیں۔ ع۴ لہویہ قاف اور کاف کو کہتے ہیں اسلئے کہ ان کا مخرج لہات ہے۔ ع۵ شجریہ۔ جیم شین اور یائے غیر مدہ کو کہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا مخرج شجر فم یعنی زبان اور تالو کا بیچ ہے

اور بعض حرف ضاؔد کو بھی حروف شجریہ میں داخل کر دیتے ہیں اسلئے کہ اس کا مخرج اوّل حافۂ لسان مع الاستطالۃ ہے ع۶ نطعیہ دالؔ۔ تاؔ اور طاؔ۔ کو کہتے ہیں کیونکہ ان کا مخرج نِطع (یعنی اوپر والے تالو) کا غار ہے۔ ع۷ لثویہ۔ ثاؔ۔ ذالؔ۔ اور ظاؔ ہیں کیونکہ ان کا مخرج زبان کا سر اور ثنایا علیا کا سر ہے۔ ع۸ ذلقیہ۔ راؔ۔ لامؔ۔ اور نونؔ کو کہتے ہیں کیونکہ ان کا مخرج زبان کا ذلق یعنی طرف ہے۔ ع۹ اسلیہ۔ صادؔ۔ زاؔ اور سینؔ کو کہتے ہیں کیونکہ ان کا مخرج سر زبان اور ثنایا علیا و سفلیٰ کے درمیان ع۱۰ اور شفویہ۔ باؔ۔ میمؔ۔ واؤؔ اور فاؔ ہیں کیونکہ ان کا مخرج شفتان یعنی دونوں ہونٹ ہیں۔

فصل۔ صفات حروف کے بیان میں

لغت میں صفت اس عارضی چیز کو کہتے ہیں جو دوسری چیز کے بغیر وجود میں نہیں آسکتی۔ جیسے سیاہی۔ سفیدی۔ وغیرہ اور اصطلاح علم تجوید میں اس کیفیت کا نام صفت ہے جو حرف کو مخرج سے ادا کرتے وقت لاحق ہوتی ہے جیسے

ہمس ۔ شدت ۔ رخاوت وغیرہ

صفت کا فائدہ مختلف مخارج والے حروف کو خوبی کے ساتھ ادا کرنا ۔ اور ان کی آواز میں فرق کرنا اور قوی و ضعیف حرف کو پہنچاننا ۔ سو یہ صفات اگر نہ ہوں تو تمام حروف کی آواز بالکل متحد ہو جائے گی اور حرف کی آواز بہائم کی آواز سے مختلط ہو جائے گی ۔

مشہور قول کے موافق صفات سترہ ہیں لیکن اس تقدیر میں صفت توسط کو شدت یا رخاوت میں داخل کر لینا پڑے گا البتہ رخاوت میں داخل کرنا ہی بہتر ہے

وہ سترہ صفات یہ ہیں :۔

جہر[1] ہمس[2] ۔ شدت[3] ۔ رخاوت[4] ۔ استعلاء[5] ۔ استفال[6] اطباق[7] ۔ انفتاح[8] ۔ اذلاق[9] ۔ اصمات[10] ۔ صفیر[11] ۔ قلقلہ[12] ۔ لین[13] انحراف[14] ۔ تکریر[15] ۔ تفشی[16] ۔ استطالت[17] ۔ پھر ان صفات کی دو قسمیں ہیں متضادہ[1] ، غیر متضادہ[2] ۔ پھر متضادہ پانچ صفات ہیں ۔

جہر[1] اسکی ضد ہمس ہے شدت[2] اسکی ضد رخاوت اور

توسط ہے۔ استعلاء[3] اسکی ضد استفال ہے۔ اطباق[4] اسکی ضد انفتاح ہے۔ اذلاق[5] اسکی ضد اصمات ہے۔ یہ دس صفات ہیں باقی غیر متضادہ سات صفات یہ ہیں۔ صفیر[1]۔ قلقلہ[2]۔ لین[3]۔ انحراف[4]۔ تکریر[5]۔ تفشی[6]۔ استطالت[7]۔

(۱) جہر کے لغوی معنی اعلان و اظہار۔ اور اصطلاحی معنی حرف قوی ہونے کی وجہ سے تلفظ کے وقت سانس کا بند ہو جانا یعنی مخرج پر اعتماد زیادہ ہونے کے سبب سے حرف میں اس قسم قوت پیدا ہوتی ہے کہ تلفظ کے وقت سانس بند ہو جاتا ہے۔ جہر کے حروف انیس[19] ہیں:۔ الف[1]۔ با[2]۔ جیم[3]۔ دال[4]۔ ذال[5]۔ را[6]۔ زا[7]۔ ضاد[8]۔ طا[9]۔ ظا[10]۔ عین[11]۔ غین[12]۔ قاف[13]۔ لام[14]۔ میم[15]۔ نون[16]۔ واؤ[17]۔ ہمزہ[18]۔ یا[19]۔ ان حرفوں کے سوا باقی سب مہموسہ ہیں۔

(۲) ہمس کے لغوی معنی حس خفی اور اصطلاح میں حرف تلفظ کے وقت سانس جاری رہنے کو ہمس کہتے ہیں۔ یعنی مخرج پر اعتماد ضعیف ہونیکی وجہ سے تلفظ کے وقت سانس جاری رہتا ہے۔ حروف مہموسہ دس ہیں جن کا مجموعہ

"حثہٗ شخصٌ فسکتَ" ہے

(۳) شدّت کے لغوی معنی قوت ہیں اور اصطلاحی معنی مخرج پر قوت اعتماد کامل ہونیکی وجہ سے تلفظ کے وقت آواز کا رک جانا۔ حروف شدیدہ آٹھ ہیں جن کا مجموعہ "اَجِدُ قِطٍّ بَکَتْ" ہے۔

(۴) رخاوت کے لغوی معنی نرمی اور اصطلاحی معنی مخرج پر اعتماد کمزور ہونیکی وجہ سے تلفظ کے وقت آواز جاری رہنا۔ حروف رخوہ سولہ ہیں الف۔ ثا۔ حا۔ خا۔ ذال۔ زا۔ سین۔ صاد۔ ضاد۔ ظا۔ غین۔ فا۔ واو۔ ھا۔ یا۔ شین۔

توسط یہ ہے کہ نہ تو آواز پورے طور سے جاری رہے اور نہ بالکل بند ہو جائے اس کے حروف پانچ ہیں جن کا مجموعہ "لِنْ عُمَرْ" ہے۔

(۵) استعلاء کی لغوی معنی بلندی اور برتری کے ہیں اور اصطلاح میں حروف تلفظ کرتے وقت زبان کو تالو کیطرف چڑھانے کو کہتے ہیں حروف استعلاء سات ہیں جن کا مجموعہ "خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ" ہے۔ باقی بائیس حروف مستفلہ ہیں

(۶) استفال کے معنی لغت میں انخفاض ہے۔ اور اصطلاح میں تلفظ حروف کے وقت زبان کو تالو سے علیحدہ رکھ کر نیچے کی طرف دبانے کو استفال کہتے ہیں۔ حروف مستفلہ کا مجموعہ "ثَبَتَ عِزٌّ مَنْ یَجُوْدُ حَرْفَہٗ اِذْ سَلَّ شَکَا" ہے۔

(۷) اطباق کے لغوی معنی الصاق یعنی ملانا اور اصطلاح میں تلفظ کے وقت اطراف زبان کو اسکے مقابل تالو سے ملانے کو اطباق کہتے ہیں۔ حروف اطباق چار ہیں۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ اور باقی سب حروف منفتحہ ہیں۔

(۸) انفتاح کے لغوی معنی افتراق جدا ہونا اور اصطلاح میں تلفظ حروف کے وقت زبان اور تالو کے درمیان کھلا رکھنے کو انفتاح کہتے ہیں انفتاح کے پچیس حروف ہیں جن کا مجموعہ مَنْ اَخَذَ وَجَدَ سَعَۃً فَزَکَا حَقٌّ لَہٗ شُرْبُ غَیْثٍ۔

(۹) اذلاق کے لغوی معنی حدت لسان اور اصطلاح میں تلفظ حرف کے وقت زبان اور ہونٹ کے ذلق یعنی طرف پر اعتماد کرنے کو اذلاق کہتے ہیں اسکے حروف چھ ہیں جن کا مجموعہ فَرَّ مِنْ لُبٍّ ہے یعنی را۔ لام۔ اور نون کا تعلق ذلق لسان

سے ہے۔ اور بآ۔ فآ۔ میمؔ کا تعلق ذلق شفتہ سے ہے ان کے سوا باقی سب حروف مصمتہ ہیں۔

(۱۰) اِصْمَاتْ لغت میں اصمات کے معنی منع ہیں اور اصطلاح میں مصمتہ ان حروف کو کہتے ہیں جن کے تلفظ کے وقت زبان اور ہونٹ کے طرف پر اعتماد کرنا منع ہے۔ مخفی نہ رہے کہ عربی کا کوئی رباعی یا خماسی لفظ حروف مصمتہ سے مرکب ہونا منع ہے بلکہ حروف مذلقہ میں سے کم از کم ایک حرف کا ہونا ضروری ہے۔

(۱۱) صفیرؔ اصل میں چڑیا کی آواز کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں تلفظ کے وقت زبان اور ثنایا کے سر سے قوت کے ساتھ جو آواز نکلتی ہے اس کو صفیر کہتے ہیں حروف صفیریہ تین ہیں زآ۔ سینؔ اور صاد۔

(۱۲) قلقلہؔ کے لغوی معنی تحرک اور اضطراب ہے اور اصطلاح میں اس آواز کو کہتے ہیں جو حرف ساکن کے مخرج سے جھٹکے کے ساتھ نکلتی ہے۔ حروف قلقلہ پانچ ہیں جن کا مجموعہ قُطْبُ جَدٍّ ہے پس حروف قلقلہ اگر درمیان کلمہ میں ساکن ہو تو اسکو قلقلہ صغریٰ کہتے ہیں جیسے یَقْطَعُوْنَ وَ یَطْمَعُوْنَ وغیرہ

حروف مصمتہ ۲۲ ہیں:- الف۔ تا۔ ثا۔ ح۔ خ۔ ج۔ د۔ ذ۔ ز۔ س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ع۔ غ۔ ق۔ ک۔ و۔ ہ۔ ء۔ ی۔

اگر اخیر کلمہ میں ساکن ہو تو اس کو "قلقلۂ کبریٰ" کہتے ہیں جیسے خَلَاقٌ
صِرَاطْ - اَمْشَاجْ - اَنَابْ وغیرہ -

(۱۳) لین کے لغوی معنی نرمی کے ہیں اور اصطلاح میں حرف
کو بلا تکلف نرمی کے ساتھ نکالنے کو لین کہتے ہیں حروف لین دو
ہیں واؤ ساکن ماقبل مفتوح اور یا ساکن ماقبل مفتوح -

(۱۴) انحراف کے لغوی معنی میل یعنی جھکنا - اور اصطلاح
میں حرف نکلتے وقت زبان کے کنارے مائل کرنیکو انحراف کہتے
ہیں اس کے دو حروف ہیں لاؔم اور راؔء -

(۱۵) تکریر کے معنی لغت میں دہرانا اور اصطلاح میں
ارتعادُ اللّسَانِ یعنی حروف ادا کرتے وقت زبان کے
کانپنے کو کہتے ہیں اس کا ایک حرف ہے راؔء یہ صفت سلبی ہے
یعنی تکرار نہ ہونا چاہیئے -

(۱۶) تفشی کے معنی لغت میں انتشار بمعنی پھیلنا ہے - اور
اصطلاح میں تلفظ حرف کے وقت منہ کے اندر ہوا کے پھیلنے کو
کہتے ہیں اس کا حرف شیؔن ہے -

(۱۷) استطالت - کے معنی لغت میں امتداد بمعنی دراز ہونا

اور اصطلاح میں تلفظ کے وقت کنارہ زبان کے اول سے
اخیر تک آواز کے دراز ہونے کو استطالت کہتے ہیں اس کا حرف
ضاد ہے۔

(دو تنبیھ)

تنبیہ اوّل:- مذکورہ سترہ صفات پھر دو قسم پر ہیں قوی
اور ضعیف۔ ان میں سے گیارہ صفات قوی ہیں۔ جہر۔ شدّت
اِصْمات۔ اِسْتِعلاء۔ اِطباق۔ صَفیر۔ قلقلہ۔ اِنحراف۔ تکریر
تفشّی۔ استطالت۔ اور چھ صفات ضعیف ہیں:- ہمس
رخاوت مع التوسط۔ استفال۔ انفتاح۔ اذلاق۔ لین۔

تنبیہ ثانی:- (صفات کے اعتبار سے) حروف ہجائیہ
کی تین قسمیں ہیں ایک قسم وہ حرف جو پانچ صفات سے متصف
ہوں اور یہ پانچ صفات صفات متضادہ میں سے ہوں۔ دوسری
وہ حروف جو چھ صفات سے متصف ہوں ان میں پانچ متضادہ
سے اور ایک غیر متضادہ سے۔ تیسری قسم وہ حروف جو سات
صفات سے متصف ہوں ان میں پانچ متضادہ اور دو
غیر متضادہ ہوں۔

پانچ صفات سے متصف چودہ حروف ہیں۔ ہمزہ۔ تا۔ ثا۔ حا۔ ل۔ ظا۔ عین۔ غین۔ فا۔ کاف۔ میم۔ نون۔ ھا۔ خا۔ اور مدہ کے تینوں حروف یعنی الف واؤ مدّہ اور یائے مدّہ۔

اور چھ صفات والے گیارہ حروف ہیں۔ با۔ جیم۔ دال۔ زا۔ سین۔ شین۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ قاف۔ لام۔ واؤ غیر مدہ اور یائے غیر مدّہ۔

سات صفات والا حرف ایک حرف را ہے۔

جب حروف کی صفت دریافت کرنا چاہو کہ کیا ہے اور کتنی ہے تو پہلے ایک صفت مثلاً جہر کو لو اور اسکی ضد یعنی ہمس کو بھی لو جب دونوں میں سے ایک مقرر ہو جائے یعنی اگر حرف مہموسہ میں سے نہ ہو تو مجہورہ ہوگا ایسا ہی ہر ایک حرف کو اس کی ضد سے تمیز کرکے سمجھ لو۔

فصل مخارج حروف مع الصفات

ہر حرف ہجائی کا ایک مخرج اور ایک لقب ہے اور اس کیلئے چند صفات مختص ہیں جن کا ذکر مجملاً گذر چکا ہے۔ اب مفصل ذکر کیا جاتا ہے۔ ہمزہ حرف حلقی ہے کیونکہ وہ اقصیٰ حلق یعنی سینہ سے

متصل حصہ حلق سے نکلتا ہے اس کے پانچ صفات ہیں۔ جہر
شدت۔ استفال۔ انفتاح۔ اصمات۔ با حرف شفوی ہے کیونکہ
یہ حرف دونوں ہونٹوں کو بند کر کے نکالا جاتا ہے۔
اسکے چھ صفات ہیں۔ جہر۔ شدت۔ استفال۔ انفتاح۔ اذلاق
قلقلہ۔

(۳) تا۔ حرف نطعی لسانی ہے اسلئے کہ وہ طرف لسان اور
ثنایا علیا کے جڑ سے زبان کو ذرا تالو کی طرف چڑھا کر نکلتی ہے
اسکی پانچ صفتیں ہیں:۔ ہمس۔ شدت۔ استفال۔ انفتاح۔ اصمات

(۴) ثا۔ حرف لثوی لسانی ہے اسلئے کہ وہ زبان اور ثنایا
علیا کے سر سے نکلتی ہے اس کے پانچ صفات ہیں:۔ ہمس۔ رخاوت
استفال۔ انفتاح۔ اصمات

(۴) جیم۔ حرف شجری لسانی ہے اسلئے کہ وہ زبان کے
درمیان اور اس کے مقابل تالو سے نکلتا ہے اس کے چھ صفات
ہیں:۔ جہر۔ شدت۔ استفال۔ انفتاح۔ اصمات۔ قلقلہ۔

(۵) حا۔ حرف حلقی ہے کیونکہ وہ وسط حلق سے نکلتی ہے
اسکے پانچ صفات ہیں۔ ہمس۔ رخاوت۔ استفال۔ اصمات

اور انفتاح ۔

(۶) خا ۔ حرف حلقی ہے کیونکہ وہ ادنی حلق سے نکلتی ہے یعنی حلق کے اس حصّہ سے جو منہ کے متصل ہے اس کے پانچ صفات ہیں :۔ ہمس ۔ رخاوت ۔ استعلاء ۔ انفتاح ۔ اصمات ۔

(۷) دال ۔ حرف نطعی لسانی ہے کیونکہ وہ زبان کے سر اور ثنایا علیا کی جڑ سے تالو کی طرف چڑھ کر نکلتی ہے ۔ اس کے چھ صفات ہیں :۔ جہر ۔ شدّت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات ۔ قلقلہ ۔

(۸) ذال :۔ حرف لثوی لسانی ہے اسلئے کہ وہ زبان اور ثنایا علیا کے سر سے نکلتی ہے اس کے پانچ صفات ہیں :۔ جہر ۔ رخاوت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات ۔

(۹) راء حرف ذلقی لسانی ہے کیونکہ وہ سر زبان کی پیٹھ اور ثنایا علیا کے مسوڑھ سے نکلتی ہے اس کے سات صفات ہیں :۔ جہر ۔ توسط ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اذلاق ۔ انحراف ۔ تکریر ۔

(۱۰) زا ۔ حرف لسانی ہے کیونکہ زبان کے سر اور ثنایا علیا اور ثنایا سفلی کے سر سے نکلتی ہے اسکی چھ صفتیں ہیں :۔ جہر ۔ رخاوت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات ۔ صفیر ۔

(۱۱) سین ۔ حرف اصلی لسانی ہے کیونکہ وہ زبان کے سر اور ثنایا علیا اور ثنایا سفلیٰ کے درمیان سے نکلتی ہے اس کی چھ صفتیں ہیں :۔ ہمس ۔ رخاوت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات ۔ صفیر

(۱۲) شین :۔ حرف شجری لسانی ہے کیونکہ وہ وسط زبان اور اس کے مقابل تالو سے نکلتا ہے اس کے چھ صفات ہیں :۔ ہمس ۔ رخاوت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات ۔ تفشی ۔

(۱۳) صاد ۔ حرف اصلی لسانی ہے کیونکہ وہ زبان کے سر اور ثنایا علیا اور ثنایا سفلیٰ کے درمیان سے نکلتا ہے اس کے چھ صفات ہیں :۔ ہمس ۔ رخاوت استعلا ۔ اطباق ۔ اصمات ۔ صفیر

(۱۴) ضاد ۔ حرف شجری ہے کیونکہ وہ اوّل حافہ لسان سے دراز ہو کر اس کے متصل اضراس سے ملکر دائیں یا بائیں طرف سے یا ایک ساتھ دونوں طرف سے نکلتا ہے اس کے چھ صفات ہیں جہر ۔ رخاوت ۔ استعلائ ۔ اطباق ۔ اصمات ۔ استطالت ۔

(۱۵) طا ۔ حرف نطعی ہے کیونکہ وہ طرف زبان اور اصول ثنایا علیا سے ذرا تالو کی طرف چڑھ کر نکلتی ہے اس کے چھ صفات ہیں :۔ جہر ۔ شدت ۔ استعلائ ۔ اطباق ۔ اصمات ۔ قلقلہ ۔

Scanned by CamScanner

(۱۶) ظا حرف لثوی ہے کیونکہ وہ طرف لسان اور طرف ثنایا علیا سے نکلتی ہے اس کے پانچ صفات ہیں:۔ جہر۔ رخاوت استعلاء۔ اصمات۔ اطباق۔

(۱۷) عین ۔ حرف حلقی ہے اسلئے کہ وہ وسط حلق سے نکلتا ہے اس کے پانچ صفات ہیں:۔ جہر۔ توسط۔ استفال ۔انفتاح۔ اصمات۔

(۱۸) غین۔ حرف حلقی ہے کیونکہ وہ ادنیٰ حلق سے نکلتا ہے اس کے پانچ صفات ہیں جہر۔ رخاوت۔ استعلاء۔ انفتاح۔ اصمات

(۱۹) فا۔ حرف شفوی ہے کیونکہ وہ نیچے کے ہونٹ کے پیٹ اور ثنایا علیا کے سر سے نکلتی ہے اس کے پانچ صفات ہیں:۔ ہمس رخاوت۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اذلاق ۔

(۲۰) قاف ۔ حرف لہویہ ہے کیونکہ وہ لہات اور اسکے مقابل تالو سے نکلتا ہے اسکے چھ صفات ہیں جہر۔ شدت۔ استعلاء انفتاح ۔ اصمات ۔قلقلہ ۔

(۲۱) کاف ۔ حرف لہوی لسانی ہے کیونکہ وہ لہات یعنی قاف کے مخرج کے ذرا نیچے سے نکلتا ہے اس کے پانچ صفات ہیں۔ ہمس۔ شدت۔ استفال ۔انفتاح۔ اصمات ۔

(۲۲) لام۔ حرف ذَلقی ہے کیونکہ وہ اوّل حافہ لسان اور اسکے مقابل اوپر والے تالو سے نکلتا ہے اسکی چھ صفات ہیں جہر۔ توسط۔ استفال۔ انفتاح۔ اذلاق۔ انحراف۔

(۲۳) میم۔ حرف شفوی ہے کیونکہ وہ دونوں ہونٹوں سے انطباق کے ساتھ نکلتا ہے اس کے پانچ صفات ہیں:۔ جہر توسط۔ استفال۔ انفتاح۔ اذلاق۔

(۲۴) نون۔ حرف ذلقی ہے کیونکہ وہ طرف لسان سے نکلتا ہے اسکے صفات پانچ ہیں:۔ جہر۔ توسط: استفال۔ انفتاح۔ اور اذلاق۔

(۲۵) واؤ۔ غیر مدّہ حرف شفوی ہے کیونکہ وہ دونوں ہونٹوں کے درمیان سے نکلتا ہے اس کے چھ صفات ہیں:۔ جہر۔ رخاوت۔ استفال۔ اصمات۔ لین۔ انفتاح۔

واؤ مدّہ:۔ اور یائے مدّہ اور الف کا مخرج جوف دہن ہے جیسا کہ گذر چکا ان کے پانچ صفات ہیں:۔ جہر۔ رخاوت: استفال۔ انفتاح۔ اصمات۔

(۲۶) ھا۔ حرف حلقی ہے کیونکہ وہ اقصیٰ حلق سے نکلتا ہے

اس کے پانچ صفات ہیں :- ہمس - رخاوت - استفال انفتاح - اصمات -

(۲۷) ی - یائے غیر مدہ حرف شجری لسانی ہے کیونکہ وہ زبان کے درمیان اور اس کے مقابل تالو کے درمیان سے نکلتا ہے اس کے چھ صفات ہیں :- جہر - رخاوت - استفال - انفتاح اصمات اور لین -

فصل تفخیم اور ترقیق کے بیان میں

تفخیم کے معنی اصطلاح میں حرف کو غلیظ کر کے یعنی پوری دہن کے ساتھ پڑھنا - اور ترقیق اس کے برعکس ہے - تمام حروف دو قسم ہیں مفخم اور مرقق - پس مفخم استعلاء کے ساتھ حروف ہیں جن کا مجموعہ خص ضغط قظ ہے - اور ان میں بلیغ ترین مفخم اطباق کے چار حروف یعنی - ص ض - ط - ظ ہیں -

تفخیم کے چھ درجے ہیں ان میں اعلیٰ اور اقوی وہ ہے جو مفتوح بالالف ہو جیسے خَاشِعِیْنَ - قَانِتِیْنَ صَادِقِیْنَ

وغیرہ پھر مفتوح بغیر الف جیسے غَشِیَ۔ قَعَدَ۔ غَفَرَ۔ ظَهَرَ وغیرہ پھر مضموم جیسے خُلْدُ۔ قُرْاٰنُ۔ غُفْرَانَكَ۔ صُنْعَ اللّٰہِ۔ پھر وہ جو فتحہ یا ضمہ کے بعد ساکن ہو جیسے اَخْرَجَ۔ اَقْرَبَ۔ یَظْهَرُ یُطْفِئُوْنَ۔ پھر وہ جو کسرۂ اصلی کے بعد ساکن ہو جیسے اَفْرِغْ فِیْ بِضْعِ۔ یا کسرۂ عارض کے بعد ساکن ہو جیسے اَنِ اقْتُلُوْا۔ اَدِ ارْجِعُوْا۔ پانچویں درجہ میں فرق مراتب کی تاثیر یعنی حرف کو پُر کرنے میں کمی یا زیادتی صرف تین حروف یعنی خا۔ غین۔ اور قاف میں ہوتی ہے۔ حروف مطبقہ میں کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ پھر مکسور جیسے خِیْفَۃً۔ تَقِیًّا۔ بَغِیًّا۔ صِلِیًّا۔ کسرہ۔ خا۔ غین اور قاف میں بہت اثر کرتا ہے۔ بلکہ ان تینوں حرفوں میں اگرچہ تفخیم اصل ہے لیکن مکسور ہونے کی تقدیر میں بوجہ مناسبت کسرہ ترقیق اولیٰ ہے۔ استعلاء کے سات حروف کے سوا باقی بائیس حروف مرقق ہیں۔ کسی نے ان حروف مرققہ کو ایک بیت میں جمع کر دیا ہے ؎

ثَبَتَ عِزُّ مَنْ یَّجُوْدُ حَرْفُهٗ اِذْ سَلَّ شَكَا

پس یہ کل حروف بجز لام اور را کے مرققہ مستفلہ ہیں

البتہ یہ دونوں کبھی پُر ہو جاتے ہیں۔

الفؔ مدہ اپنے ماقبل کے تابع ہے اگر حرف مفخم کے بعد واقع ہو تو مفخم ہوگا۔ جیسے خَاشِعِیْنَ۔ صَابِرِیْنَ۔ فِی السَّرَّآءِ اگر حرف مرقق کے بعد واقع ہو تو مرقق ہوگا جیسے لَاُقْسِمُ۔ یَاَیُّھَا۔ ھَاۤ اَنْتُمْ۔

فصل لام اور راء کے حکم میں

لاؔم اور راؔ اصل میں حروف مستفلہ میں سے ہے۔ ان دونوں میں ترقیق ہی اصل ہے لیکن عارض یعنی حرکات کے سبب سے ان دونوں کو پُر پڑھا جاتا ہے۔ پس لاؔم جب لفظ اللہ میں فتحہ یا ضمہ کے بعد واقع ہو تو پُر ہوتا ہے جیسے تَاللّٰہِ۔ وَاللّٰہِ۔ عَبْدُ اللّٰہِ۔ یَعْلَمُہُ اللّٰہُ۔ اِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ۔ علاوہ ازیں اس کے ہر حالت میں لام مرقق یعنی باریک ہوتا ہے جیسے بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ قُلِ اللّٰھُمَّ۔

راؔ جب مفتوح یا مضموم ہو تو حالت وصل میں ہو یا وقف میں مفخم ہوتی ہے۔ جیسے عُمُرًا اَتْرَابًا۔ یا راؔ جب ساکن ہو اور ماقبل مفتوح یا مضموم ہو تو بھی مفخم ہوتی ہے جیسے

تُرۡهِبُوۡنَ۔ قَرۡنَ۔ قُرۡاٰنُ۔ یا جب حالت وقف میں ساکن ہو اور اس کا ماقبل مضموم یا مفتوح ہو جیسے جَاءَهُمُ النُّذُرُ۔ لِلۡبَشَرِ۔ الۡقَمَرُ۔ یا جب وقف کے سبب ساکن اور اس کا ماقبل بھی ساکن ہو اور اس کے ماقبل کا حرف مفتوح یا مضموم ہو جیسے خُضۡرٌ۔ الۡعَصۡرُ۔ یا جب حالت وقف میں ساکن ہو اور اس کے ماقبل واؤ ساکن یا الف ہو اور اس کے ماقبل فتحہ یا ضمہ ہو جیسے اَبۡرَارُ۔ شَكُوۡرٌ یا راء ساکن ہو اور اس کے ماقبل کسرۂ عارض ہو جیسے اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ۔ اَمِ ارۡتَابُوۡا۔ راء جب ساکن ہو اور اس کے ماقبل میں کسرۂ اصلی ہو اور اور راء کے بعد حرف استعلاء متصل ہو اور مکسور نہ ہو جیسے قِرۡطَاسٍ۔ مِرۡصَادٌ فِرۡقَةٌ۔ سورۂ شعراء میں جو لفظ كُلُّ فِرۡقٍ ہے اسکی راء میں تفخیم و ترقیق دونوں جائز ہیں چونکہ راء کے بعد حرفِ استعلاء ہے اسلئے تفخیم جائز ہے اور حرف استعلاء میں کسرہ ہے۔ اس لئے ترقیق جائز ہے۔ اور دونوں وجہ معتمد ہیں۔ البتہ ترقیق تلفظ کے لئے آسان ہے جیسے اُدۡخُلُوۡا

مِصْرَ۔ اور عَيْنُ الْقِطْرِ دونوں آیتوں کی راء میں بعض علماء فن کے نزدیک صرف ترقیق ہے کیونکہ ان حضرات نے راء کے ماقبل حرف استعلاء ساکن کا لحاظ نہیں کیا بلکہ اسکے ماقبل کے کسرہ اصلی کی طرف خیال کیا ہے اور بعض کے نزدیک اس راء میں تفخیم و ترقیق دونوں جائز ہیں۔ تفخیم اسلئے کہ راء کے ماقبل حرف استعلاء ساکن ہے اور ترقیق اسلئے کہ راء حالت وقف میں ساکن ہے اور اس کے ماقبل کسرہ اصلی ہے اس صورت میں حرف استعلاء کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ اور بعض نے مِصْرًا کی راء میں تفخیم اور عَيْنُ الْقِطْرِ کی راء میں ترقیق کو ترجیح دی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حالت وصل میں پہلی راء مفتوح ہے اور دوسری راء مکسور ہے یہ قول معتمد اور بہت ظاہر ہے۔ ا

اور اس وقت باریک ہوتی ہے کہ جبکہ راء میں حالت وصل میں کسرہ ہو خواہ اصلی ہو جیسے الرِّزْقُ۔ الرِّجَالُ خواہ عارضی ہو جیسے اَنْذِرِ النَّاسَ۔ یا جب راء ساکن ہو اور ماقبل مکسور بکسرۂ اصلی ہو اور مابعد حرف استعلاء

نہ ہو یا تو حرف استعلاء ہو لیکن منفصل ہو جیسے ہم رِفقًا۔ فَاصْبِرْ صَبْرًا۔ یا را جب حالت وقف میں ساکن ہو اور اسکے ماقبل یا ساکن ہو خواہ اس یا کے ماقبل مفتوح ہو یا مکسور ہو جیسے خَیْرٌ۔ قَدِیْرٌ ان تمام حالت میں را باریک ہوتی ہے

تنبیہ۔ سورۂ بقرہ میں لفظ یَبْصُطُ اور سورۂ اعراف میں لفظ بَصْطَۃً سین سے پڑھا جاتا ہے۔ شاطبی کی سند سے امام حفص سے صرف یہی روایت ہے اور سورۂ طور میں لفظ مُصَیْطِرُوْنَ کو سین اور صاد دونوں سے پڑھنا جائز ہے۔ اور سورۂ غاشیہ میں بِمُصَیْطِرٍ کو صرف صاد سے پڑھا جاتا ہے۔

فصل۔ نون ساکن اور تنوین کے حکم میں

نون ساکن اور تنوین کے پانچ حکم ہیں۔ اظہار حقیقی[1]۔ اخفائے حقیقی۔ ادغام مع الغنہ ادغام بلاغنہ۔ اقلاب۔ اظہار کے معنی لغت میں بیان اور اصطلاح میں حرف کو بلاغنہ اس کے مخرج سے نکالنا۔ اظہار حقیقی کے چھ حروف ہیں

[1] اس اظہار کو اظہار حلقی کہا جاتا ہے۔

ہمزہ۔ ہا۔ عین۔ حا۔ غین۔ خا۔ ان میں سے کسی حرف پر جب نون ساکن یا تنوین داخل ہو تو اسکو اظہار حلقی کہتے ہیں۔

نون ساکن اور حروف اظہار جب ایک کلمہ میں نہ ہوں تو اسکی مثال مَنْ اٰمَنَ۔ مِنْ ھَادٍ۔ مِنْ عَقْلٍ۔ مِنْ حَدِیْدٍ مِنْ غِلٍّ۔ مِنْ خَیْرٍ۔ اور جب ایک ہی کلمہ میں ہوں تو اسکی مثال یَنْئَوْنَ۔ یَنْھَوْنَ۔ یَنْعِقُ۔ یَنْحِتُوْنَ۔ یُنْغِضُوْنَ۔ الْمُنْخَنِقَۃُ۔ اور تنوین کی مثال رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ۔ جُرُفٍ ھَارٍ۔ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً۔ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ۔ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ تنوین صرف دو کلمے کے درمیان واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ امثلۂ مذکورہ گذری ہے۔ نون ساکن اور تنوین کے درمیان فرق یہ ہے کہ نون ساکن خط لفظ وصل اور وقف ہر حالت میں ثابت رہتا ہے۔ اور تنوین صرف لفظ اور وصل میں ثابت رہتی ہے۔ خط اور وقف میں نہیں۔

اِخْفاَ کے معنی لغت میں ستر یعنی چھپانا اور اصطلاح میں حرف ساکن کو اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت

سے تلفظ کرنا۔ اس طور سے کہ حرف تشدید سے خالی ہو اور اس میں غنہ باقی رہے۔ اخفائے حقیقی کے پندرہ حروف ہیں جن کا مجموعہ ستجخ صد لک فثق ضطظ شذ ہے۔

جب نون ساکن یا تنوین ان پندرہ حروف میں سے کسی حرف پر داخل ہو تو اخفائے حقیقی کہتے ہیں۔ نون ساکن اور اور حرف اخفا دو کلمے میں ہوں تو اسکی مثال مِنْ سَعَةٍ مَنْ تَابَ۔ مَنْ جَآءَ۔ فَاِنْ زَلَلْتُمْ۔ مَنْ صَلَحَ۔ مِنْ دَآبَّةٍ۔ مَنْ كَانَ۔ فَاِنْ فَعَلْتَ۔ مِنْ ثَمَرَةٍ۔ مِنْ قَبْلُ مِنْ ضُحًى۔ مِنْ طَيِّبَاتٍ۔ مَنْ ظَلَمَ۔ فَمَنْ شَآءَ۔ مِنْ ذَكَرٍ

اگر نون ساکن اور حرف اخفا ایک ہی کلمہ میں ہوں تو مثال یوں ہے اِنْسٌ۔ اَنْتُمْ۔ نُنْجِيْ۔ اَنْزَلَ۔ يَنْصُرُوْنَ اَنْدَادًا۔ مِنْكُمْ۔ يُنْفِقُوْنَ۔ مَنْشُوْرٌ۔ مَنْضُوْدٌ۔ يَنْطِقُوْنَ۔ يَنْظُرُوْنَ۔ اَنْشَاَكُمْ۔ مُنْذِرٌ۔

تنوین کی مثال۔ فَوْجٌ سَاَلَهُمْ۔ قَوْمٌ تَفْتَنُوْنَ۔ قَوْمًا جَبَّارِيْنَ۔ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔ قَوْمًا صَالِحِيْنَ۔ قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ۔ يَوْمًا كَانَ۔ وَاحِدَةٌ فَاِذَا۔ شَهِيْدًا ثُمَّ۔

مالھا قال ۔ قسمۃ ضیزیٰ ۔ حلاوۃ طیبا ۔ ظلا ظلیلا ۔ امۃ شھیدۃ ۔ یتیما ذا مقربۃ ۔

اِدْغام

ادغام کے لغوی معنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا ۔ اور اصطلاح میں ایک حرف کو دوسرے حرف میں اس طرح داخل کرنا کہ دونوں حرف ملکر ایک مشدد حرف بن جائے ۔ ادغام مع الغنّہ کے چار حروف ہیں :۔ جن کا مجموعہ "یَنْمُوْ" ہوتا ہے ۔ جب نون ساکن یا تنوین ان میں کسی حرف پر داخل ہو تو اسکو ادغام مع الغنہ کہتے ہیں ۔ مثال ۔ نون ساکن وَمَنْ یَّعْمَلْ وغیرہ اور مثال تنوین کا حِطَّۃٌ نَّغْفِرْ لَکُمْ وغیرہ ۔

اور ادغام مع الغنّہ دو کلمے کے درمیان واقع ہوتا ہے اس پر مثال مذکور شاہد ہے ۔ اگر نون ساکن واؔو یا یاؔ پر ایک ہی کلمہ میں داخل ہو جیسے دُنْیَا ۔ صِنْوَانٌ ۔ قِنْوَانٌ ۔ بُنْیَانٌ تو اس نون ساکن کو اظہار کیا جاتا ہے اور اسے اظہار مطلق کہتے ہیں ۔

ادغام بلا غنّہ کے دو حرف ہیں لؔ اور رؔ ۔ اگر نون

ساکن اور تنوین ان دونوں میں سے کسی حرف پر داخل ہو تو اسکو ادغام بلاغنہ کہتے ہیں۔ مثال نون ساکن مِنْ لَّدُنْ۔ مِنْ رَّبِّهِمْ۔ مثال تنوین هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ادغام بلاغنہ بھی صرف دو کلمہ کے درمیان ہوتا ہے۔

اقلاب کے لغوی معنی کسی چیز کی اصلی صورت کو بدل دینا۔ اور اصطلاحًا نون ساکن یا تنوین کو میم سے بدل کر تلفظ کرنا۔ اقلاب کا صرف ایک حرف بآ ہے اگر نون ساکن یا تنوین بآ پر داخل ہو تو اسکو اقلاب کہتے ہیں ان میں غنہ کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ مثال نون ساکن جب دو کلمہ میں ہو جیسے مِنْۢ بَعْدِ۔ اور جب ایک کلمہ میں ہو يُنْۢبِتُ۔ مثال تنوین عَلِيْمٌۢ بِمَا۔

فصل۔ میم ساکن کے احکام

میم ساکن کے تین حکم ہیں:۔ اظہار شفوی۔ اخفاء شفوی۔ ادغام مثلین صغیر۔ اظہار شفوی کے چھبیس ۲۶ حروف ہیں یعنی با اور میم کے سوا تمام حروف ہجائیہ ہیں۔

قاعدہ:۔ جب میم ساکن ان حروف میں سے کسی حرف پر

داخل ہو تو اسکو اظہار شفوی کہتے ہیں مثال اَمْ اٰتَیْنٰا تُمْتَرُوْنَ فِیْ اَوْلَادِکُمْ ثَلٰثَۃٍ ۔ اَمْ جَعَلُوْا ۔ عَلَیْہِمْ ۔ حَافِظِیْنَ ۔ اَمْ ھُمْ خَیْرٌ ۔ لَہُمْ دِیْنُہُمْ ۔ رَبُّکُمْ ۔ ذُوْ رَحْمَۃٍ ۔

اظہار شفوی کبھی دو کلمہ کے درمیان ہوتا ہے۔ کبھی ایک ہی کلمہ میں چنانچہ امثلہ مذکورہ میں گذرا۔

قاعدہ:۔ جب میم ساکن کے بعد حرف بآ ہو تو اس کو اخفاً شفوی کہتے ہیں جیسے "ھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ" اخفاً شفوی صرف دو کلمہ کے درمیان ہوتا ہے۔

قاعدہ:۔ اگر میم ساکن میم پر داخل ہو تو اسکو ادغام مثلین صغیر کہتے ہیں۔ جیسے "لَکُمْ مَّا کَسَبْتُمْ"

قاعدہ:۔ اگر دو حرف مخرج، صفت اور ذات میں متحد ہوں اور حرف اوّل ساکن اور ثانی متحرک ہو تو اسے ادغام مثلین صغیر کہتے ہیں جیسے اِذْھَبْ بِکِتَابِیْ ۔ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُہُمْ ۔ قَدْ دَّخَلُوْا ۔ اُذْکُرْ رَّبَّکَ ۔ قُلِ اللّٰھُمَّ ۔ یُدْرِکْکُّمُ ۔ یُوَجِّھْہُ ۔ لَنْ نَّدْعُوْا ۔ اِذْ ذَّھَبَ لیکن اگر حرف ساکن مدہ ہو تو ادغام نہیں ہوتا جیسے "فِیْ یَوْمٍ"

وجہ یہ ہے کہ ادغام کرنے سے مِلک ضائع ہو جائیگا۔ اور اگر دونوں حرف متحرک ہو تو اس کو مثلین کبیر کہتے ہیں جیسے رَبِّ بِمَا اَنْعَمْتَ۔ ذِکْرُ رَحْمَۃِ۔ اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ۔ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ۔ مَنَاسِکَکُمْ۔ جِبَاھُھُمْ۔ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ۔ فَنُنَبِّئُھُمْ۔ قَالَ لَھُمْ۔ اگر حرف اوّل متحرک اور ثانی ساکن ہو تو اسکو مثلین کبیر کہتے ہیں۔ جیسے تُتْرٰی۔ حَاجَجْتُمْ۔ رَدَدْنَا۔ فَعَزَّزْنَا۔ تُشْطِطْ۔ لِلْھُدٰی۔ ھُمْ مُؤْمِنُوْنَ۔

متجانسین اور متقاربین کے بیان میں

متقاربین وہ حروف ہیں جو قریب المخرج اور مختلف الصفۃ ہوں۔ یا قریب المخرج اور قریب الصفۃ ہوں جیسے لام اور را اور حرف اوّل ساکن اور ثانی متحرک ہو جیسے قُلْ رَّبِّ۔ بَلْ رَّبُّکُمْ۔ اسے ادغام متقاربین صغیر کہتے ہیں اور اگر دونوں متحرک ہوں جیسے رُسُلُ رَبِّكَ۔ قَالَ رَبِّ۔ اسے متقاربین کبیر کہتے ہیں۔ سورہ مرسلات کے اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ میں دو صورتیں جائز ہیں:- (۱) قاف کو بالکل چھپا کر کاف کو مشدّد پڑھے اسکو

ادغام متقاربین کامل کہتے ہیں۔

(۲) قاف کو اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت سے پڑھے تو اسکو ادغام متقاربین ناقص کہتے ہیں اگر دو حرف متفق المخرج اور مختلف الصفۃ ہوں یا اسکے برعکس ہوں (عند بعض العلماء) تو اگر اوّل حرف ساکن اور ثانی متحرک ہو تو اسکو ادغام متجانسان صغیر کہتے ہیں جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ۔ اور اگر دونوں حرف متحرک ہوں تو اسکو ادغام متجانسین کبیر کہتے ہیں

فصل- غنّہ کے حکم میں

غنّہ ایک جہری آواز ہے جو خیشوم سے نکلتی ہے۔ اس میں زبان کا کوئی دخل نہیں۔ مقدار غنّہ میں علماء فن کے درمیان اختلاف ہے مشہور قول یہ ہے کہ دو حرکت کے اندازہ ہو یہ قول معتمد ہے اور بعض کے نزدیک ایک حرکت اور نصف حرکت کے اندازہ ہو اس قول پر قرآت حدریہ میں عمل کرنا جائز ہے اور بعض کے نزدیک تین حرکت کے اندازہ ہو اور یہ نونِ مُشَدَّدْ اور میم مُشَدَّدْ میں جائز ہے کہ وصل و وقف ہر حالت

ہیں ان دونوں میں غنّہ اصل ہے۔ بخلاف ادغام۔ اخفا اور اقلاب کے غنّہ کے کیونکہ ان میں غنّہ عارض ہے۔ البتہ میم اور نون دونوں میں قول اوّل مشہور ہے۔

لام قمریہ وشمسیہ لام فعل اور لام ہل و بل کے بیان میں

لَامِ اَلْ دو قسم پر ہے قَمَرِیَّہْ[1] ۔ شَمْسِیَّہْ[2] ۔

(۱) قَمَرِیَّہ وہ ہے جو اسم میں واقع ہوتا ہے اور ظاہر کر کے پڑھا جاتا ہے۔ اس کے حروف چودہ ہیں جن کا مجموعہ اِبْغِ حَجَّکَ وَخِفْ عَقِیْمَہٗ ۔ اگر لام ال ان میں سے کسی حرف پر داخل ہو تو اسکو ظاہر کر کے پڑھا جائے گا۔ مثال :۔ اَلْاَمْرُ اَلْغَیْبُ۔ اَلْحَمْدُ۔ اَلْجَنَّۃُ۔ اَلْکَرِیْمُ۔ اَلْوَلِیُّ۔ اَلْخَالِقُ۔ اَلْفَتَّاحُ۔ اَلْعَلِیْمُ۔ اَلْقَادِرُ۔ اَلْیَوْمُ۔ اَلْھُدٰی۔

(۲) شَمْسِیَّہ وہ ہے جو اسم میں واقع ہوتا ہے اور اس کے بعد کے حرف میں ادغام کر لیا جاتا ہے اس کے حروف چودہ[۱۴] ہیں :۔ طا۔ ثا۔ صاد۔ را۔ تا۔ ضاد۔ ذال۔ نون

دال۔ سین۔ ظا۔ شین۔ لام[10][11][12][13][14]

اگر لام۔ ال ان میں سے کسی حرف پر داخل ہو تو لام کو اس حرف میں ادغام کرلیا جائیگا۔ مثال الطَّیِّبَاتُ۔ الثَّوَابُ۔ الصَّالِحَاتُ۔ الرَّزَّاقُ۔ التَّوَّابُ۔ الضُّحٰی۔ الذِّکْرُ۔ النَّجْمُ۔ الدَّهْرُ۔ السَّمَآءُ۔ الظَّمْآنُ۔ الزَّرَّاعُ۔ الشَّهِیْدُ۔ اللَّیْلُ۔

اور جو لام فعل ماضی اور امر میں واقع ہو اسکو لام فعل کہتے ہیں اسے ظاہر کرنا واجب ہے۔ جیسے فَالْتَقَی۔ فَالْتَقَمَهُ۔ وَلْیُوْفُوْا۔ وَلْیَطَّوَّفُوْا۔ اور لام ہَلْ۔ بَلْ و قُلْ اسکی مثال میں ادغام کرلیا جاتا ہے۔ اور امام حفص کے نزدیک ر میں بھی ادغام کیا جاتا ہے۔ اور باقی حروف کے ساتھ اظہار کیا جاتا ہے۔ جیسے هَلْ لَکُمْ۔ بَلْ لَّا یَخَافُوْنَ۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ۔ بَلْ رَّبُّکُمْ۔

فصل۔ مد کے بیان میں

مد کے معنی لغت میں زیادت اور اصطلاح قراء میں

مد کے تینوں حروف میں سے کسی حرف کے ساتھ آواز کو دراز کرنا۔

مد کی دو قسمیں ہیں اصلی[۱]۔ فرعی[۲]۔

مَدِّ اصلی وہ ہے جو کسی سبب پر موقوف نہو اور اسکے بعد نہ ہمزہ ہو نہ سکون اسکو مدِ طبیعی بھی کہتے ہیں۔

مَدِّ فرعی وہ ہے جو ہمزہ یا سکون پر موقوف ہو جیسے متصل منفصل۔ عارض۔ لازم۔

انواع مد کے بارے میں قراء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک آٹھ ہیں اور بعض کے نزدیک دس اور بعض کے نزدیک اس سے زائد نوع ہیں۔

ہم اس رسالے میں گیارہ قسم بتلاتے ہیں:۔ مد طبعی[۱]۔ مد بدل[۲] مد متصل[۳]۔ مد منفصل[۴]۔ مد کلمی[۵] مثقل[۶]۔ کلمی مخفف[۷]۔ حرفی مثقل[۸] حرفی مخفف[۹]۔ اور مد عارض السکون کی تینوں قسمیں یعنی منصوب[۱۰] مجرور[۱۱]۔ اور مرفوع[۱۲]

پس مدِ طبعی وہی مد اصلی ہے جو کسی سبب پر موقوف نہیں ہوتا ہے اسکی مقدار دو حرکت ہے اسمیں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی ہے۔ اسکی تین حروف ہیں۔ الف ساکن ما قبل

مفتوح یا ساکن ماقبل مکسور۔ واؤ ساکن ماقبل مضموم جیسے تُوْجِیْھَا
مدِّ بدل :۔ یہ ہے کہ جب ہمزہ ساکن ہمزہ متحرک
کے بعد واقع ہو تو ساکن ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کی جنس حرف علت سے
بدلا جاتا ہے۔ پس اگر ماقبل مفتوح ہو تو ہمزہ کو الف سے بدلتے ہیں۔
جیسے اٰمَنُوْا۔ جو اصل میں أَأْمَنُوْا تھا۔ اگر ماقبل مکسور ہو تو
یا سے بدلتے ہیں جیسے اِیْمَانًا کہ اصل میں اِءْمَانًا تھا۔ اگر ماقبل
مضموم ہو تو ہمزہ کو واؤ سے بدلتے ہیں جیسے اُوْتُوْا کہ اصل میں
اُءْتُوْا تھا۔ اٰمَنُوْا میں ہمزہ کو تخفیف کیلئے بدلا گیا۔ کیونکہ
ہمزہ یا بسہ ہے وہ مد اور لین کو قبول نہیں کرتا۔ بخلاف الف
کے کہ وہ چونکہ لینہ ہے لہٰذا مد اور لین کو قبول کرتا ہے۔
حرف لین دو ہیں واؤ ساکن ماقبل مفتوح اور یا ساکن
ماقبل مفتوح جیسے مَوْتٌ۔ بَیْتٌ پس حالت وقف میں وہ
مد عارض للسکون کے حکم میں ہے یعنی اگر منصوب ہو تو اسمیں
تین طریقے جائز ہیں قصر۔ توسط۔ اور طول۔ اگر مجرور ہو
تو اس میں چار طریقے جائز قصر۔ توسط۔ طول۔ اور روم مع
القصر اگر مرفوع ہو تو اس میں سات طریقے ہیں:۔ قصر۔

قصر مع الاشمام ۔ توسط ۔ توسط مع الاشمام ۔ طول ۔ طول مع الاشمام ۔ قصر مع الروم

چونکہ واوؔ اور یاؔ کو حروف مدؔ اور حروف لین دونوں میں ذکر کیا گیا لہذا شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید حروف ہجا میں واوؔ اور یاؔ دو دو ہیں ۔ تو اس شبہ کا ازالہ یہ ہے کہ واوؔ اور یاؔ ایک ہے البتہ اختلاف شرائط کی وجہ سے مکرّراً ذکر کیا گیا ۔ یعنی مدمیں واوؔ کا ماقبل مضموم اور یا کا ماقبل مکسور ہونا شرط ہے ۔ اور لین میں دونوں کا ماقبل مفتوح ہونا شرط ہے ۔

مدبدل کی مقدار بھی دو حرکت ہے البتہ مدطبعی اور مدبدل کے درمیان فرق یہ ہے کہ مدطبعی کسی امام کے نزدیک بھی ایک الف سے زائد نہیں ہوتا ۔ اور مد بدل امام ورش کے نزدیک الف سے زائد ہو سکتا ہے ۔

(قراء سبعہ میں امام نافع مدنی ہے انکے دو راوی میں سے ایک ورش ہے)

مدِّ متصل اور مدِّ منفصل کے بیان میں

اگر حرف مد کے بعد اسی کلمہ میں ہمزہ ہو تو اسکو مدِّ متصل کہتے ہیں۔ جیسے اُولٰٓئِکَ یَشَآءُ اسکو مدِّ واجب بھی کہتے ہیں کیونکہ تمام قراء کے نزدیک یہ مد واجب ہے۔ اسکی مقدار چار حرکات یا پانچ حرکات ہے۔ اور حالت وقف میں مد عارض السکون کے حکم میں ہے۔ سو اگر منصوب ہو تو تین صورتیں جائز ہیں۔ مد چار حرکت کے اندازہ یا پانچ حرکت کے اندازہ یا چھ حرکت کے اندازہ محض سکون کے ساتھ۔ اگر مجرور ہو تو چار صورتیں جائز ہیں چار حرکت یا پانچ حرکت یا چھ حرکت اندازہ یا روم کے ساتھ چار حرکت کے اندازہ اور بعض نے روم کے ساتھ پانچ حرکت کے اندازہ بھی بتایا ہے۔ سو اس بنا پر حالت جر میں پانچ صورتیں بن جاتی ہیں۔ اگر مرفوع ہو تو سات طریقے ہیں۔ مد چار حرکت یا پانچ حرکت یا چھ حرکت کے اندازہ۔ ان میں سے ہر ایک پر اشمام کے ساتھ یا چار حرکت کے اندازہ پر روم کے ساتھ۔ اگر مد کے بعد دوسرے کلمہ میں ہمزہ ہو اسکو

مدِّ منفصل کہتے ہیں ۔ اسکی مقدار چار حرکت یا پانچ حرکت ہے ۔
اسکو مدِّ جائز بھی کہتے ہیں کیونکہ قصر کی حالت میں مد طبعی کی طرح
دو حرکت کے اندازہ بھی دراز کرنا بھی جائز ہے ۔

تنبیہ

قرآن شریف میں ہمزہ والے جتنے لفظ یَآ اور ھَا کے
بعد ہیں جیسے یَاَیُّھَا ۔ ھَاَنْتُمْ ان میں اختلاف ہے بعض
کہتے ہیں کہ ان میں متصل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ منفصل ہے
یہی قول معتمد ہے ۔

اقسامِ مدِّ لازم کے بیان

مد لازم کی چار قسمیں ہیں کلمی مُثقّل ۔ کلمی مخفف ۔ حرفی مثقل
حرفی مخفف ۔

کلمی مثقل یہ ہے کہ حرف مد کے بعد مشدّد حرف آوے
جیسے حَآجَّكَ فِیْهِ اسکی مقدار چھ حرکات کا اندازہ ہے ۔
اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوسکتی ۔

کلمی مخفف یہ ہے کہ حرف مد کے بعد ساکن حرف آوے

جیسے آٰلْئٰنَ اسکی مقدار چھ حرکات ہے اور اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی ہے۔

حرفی مثقل یہ ہے کہ حرف مد کے بعد ادغام ہو جیسے لآم۔ الٓمٓ میں اور سیٓن۔ طٰسٓمٓ میں۔

حرفی مخفف یہ ہے کہ حرف مد کے بعد سکون ہو جیسے الٓمٓ میں مِیْم اور طٰسٓمٓ میں مِیْم ان دونوں کی مقدار بھی چھ حرکات کمی اور زیادتی نہیں ہوتی واضح ہو کہ کلمی اور حرفی میں فرق یہ ہے کہ کلمی کلمہ میں ہوگا اور حرفی حرف میں۔

"تنبیھات"

اوّل۔ یہ کہ قرآن مجید میں چھ کلمات ہیں جن کو مدلازم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے وہ چھ کلمات یہ ہیں سورہ انعام کی دو جگہ میں آٰلذَّکَرَیْنِ سورۃ یونس میں دو جگہ آٰلْئٰنَ اور اسی سورہ میں ایک جگہ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَکُمْ اور سورۃ نمل میں بھی ایک جگہ آٰللّٰهُ خَیْرٌ تسہیل کی کیفیت یہ ہے کہ ہمزۃ ثانیہ جو کہ ہمزہ استفہام اور لام تعریف کے درمیان واقع ہے۔ اسکو

ہمزہ اور الف کی درمیانی کیفیت کے ساتھ بلا مد پڑھے۔ یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ البتہ مدّ افضل ہے۔ اسے مد فرق بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ استفہام اور خبر کے درمیان فرق کرتا ہے۔

دوم۲ سورۃ فُصِّلَتْ میں لفظ ءَاَعْجَمِیٌّ ہے اس میں امام حفصؒ کی روایت میں معتمد علیہ صرف ایک طریقہ ہے۔ یعنی تسہیل بلا مد۔ دوسری ایک روایت میں ہے کہ ہمزہ اور ہا کی درمیانی کیفیت سے پڑھا جائے لیکن یہ روایت ضعیف ہے امام حفصؒ کی روایت میں اسی لفظ کے سوا اور کہیں تسہیل نہیں ہے۔

سوم۳ لفظ "مَجْرٖیهَا" جو سورۃ ہود میں ہے امام حفصؒ کی قرأت میں اِمالہ کبریٰ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور امالہ کی صورت یہ ہے کہ الف اور یا کی درمیانی کیفیت سے اس طرح پڑھے کہ اقرب الی الیاء ہو اور باریک ہو بمطابق روایت امام حفصؒ قرآن مجید میں اس لفظ کے سوا دوسرا کہیں اِمالہ نہیں ہے۔

۔۔۔۔۔۔

اقسام مد عارض للسکون کا بیان

مد عارض للسکون کی تین قسمیں ہیں ۔ منصوب ۔ مجرور ۔ مرفوع ۔
پس منصوب جیسے اَلْعَالَمِیْنَ میں تین صورتیں جائز ہیں قصر یعنی
دو حرکت کا اندازہ ۔ توسط یعنی چار حرکت کا اندازہ ۔ اور طول
یعنی چھ حرکات کا اندازہ ۔ اور ایک حرکت کا اندازہ یہ ہے کہ
ایک انگلی کو متوسط حالت میں کھولا جائے یا بند کیا جائے ۔ اور
مجرور جیسے اَلدِّیْنِ ۔ اَلرَّحِیْمِ ۔ اس میں چار وجوہ جائز ہیں :۔
قصر ۔ توسط ۔ طول ۔ روم مع القصر ۔

روم کے معنی یہ ہے کہ حرکت وصل کو کچھ تلفظ کرے اور
منون حرف کو تنوین سے خالی کرے اور آواز کو اس طرح دبائے
کہ دور والے سننے نہ پائے ۔ اور مرفوع جیسے نَسْتَعِیْنُ ۔
اس میں سات صورتیں جائز ہیں قصر ۔ قصر مع الاشمام ۔ توسط ۔
توسط مع الاشمام ۔ طول ۔ طول مع الاشمام ۔ روم مع القصر ۔
اور مد عارض للسکون میں روم مع التوسط اور روم مع الطول
نہیں ہوتا ۔ اور اشمام یہ ہے کہ حرف کو ساکن کرتے ہی

دونوں ہونٹوں کو غنچہ کی طرح ملاوے گویا بلا صوت و سانس ضمہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اشمام کرتے وقت صرف دیکھنے والا دریافت کر سکتا ہے۔ اشمام کی غرض یہ ہے کہ ان دو حرفوں کے درمیان فرق ہو جائے جو اصل میں متحرک ہو اور وقف کے سبب سے عارضی طور پر ساکن ہو۔ اور وہ حرف جو وصل و وقف دونوں حالتوں میں ساکن ہو کیونکہ ساکن ہونیکی حالت میں ضمہ کی طرف اشارہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حرف اصل میں متحرک بالضمہ تھا۔

اور بعض علمائے نے کہا کہ روم اور اشمام کا فائدہ حالت وقف میں حرکت اصلیہ کو بیان کرنا ہے تاکہ دیکھنے والا اشمام کے ذریعہ اور سننے والا روم کے ذریعہ سمجھ لے۔ سو کوئی دیکھنے والا یا سننے والا موجود نہ ہو تو وہاں اشمام اور روم نہیں۔ سورۂ یوسفؑ میں جو لفظ لَا تَاْمَنَّا ہے اس میں دو طریقے مروی ہیں اول یہ کہ نون اوّل جو کہ خط میں محذوف ہے اسکی حرکت کو نصف چھپانا یعنی حرکت اور سکون کے درمیانی کیفیت سے ادا کرنا۔

دوسرا یہ کہ نون اوّل نون ثانی میں ادغام کرکے اشارہ

کرے یعنی ہونٹ سے ضمہ کی طرف اشارہ کرے پھر نون ثانی میں
فتحہ ادا کرے۔

(تنبیہ)

بیان ماسبق سے معلوم ہو گیا کہ مد عارض للسکون کے چند
طریقے ہیں یعنی منصوب کے تین مجرور کے چار مرفوع کے سات طریقے
یہ سب طریقے اس وقت جائز ہیں جبکہ سکون عارض
للوقف تائے تانیث سے خالی ہو لیکن اگر ہائے تانیث پر سکون
ہو جیسے الصَّلٰوۃُ۔ الزَّکٰوۃُ۔ تو اس میں صرف تین طریقے جائز
ہیں قصر۔ توسط۔ طول کیونکہ ہائے تانیث روم اور اشمام کو
قبول نہیں کرتی۔ اور اگر سکون عارض للوقف مد کے ساتھ
ہائے ضمیر پر ہو جیسے اِلَیْہِ۔ عَلَیْہِ۔ وغیرہ تو اس میں اختلاف
ہے بعض کے نزدیک اس کا بعینہ مد عارض للسکون کا حکم ہے اور
بعض نے اس میں روم اور اشمام کو مطلقاً منع کیا ہے اور بعض
نے کہا کہ ہائے ضمیر کے ماقبل میں ضمہ یا کسرہ یا واؤ ساکن ہو تو روم
اور اشمام ناجائز ہے جیسے یَرْفَعُہٗ بِہٖ۔ لِیَرْضَوْہُ اِلَیْہِ۔ عَلَیْہِ
وغیرہ اگر اس کے ماقبل میں فتحہ یا الف یا حرف صحیح ساکن ہو تو

روم و اشمام جائز ہے۔ جیسے رَبِّہٖ۔ ھٰذَا ہٗ۔ مِنْہُ۔ عَنْہُ وغیرہ یہ دونوں طریقے یعنی جواز مطلق اور تفصیل مذکور دونوں جید ہیں۔ ہائے تانیث اور ہائے ضمیر میں فرق یہ ہے کہ ہائے تانیث حالت وصل میں تا ہو جاتی ہے۔ اور ہائے ضمیر وقف اور وصل دونوں حالتوں میں ہا رہتی ہے۔

(تنبیہ)

بیان ماسبق سے ظاہر ہو گیا کہ مدّ متصل اور منفصل امام حفصؒ کے نزدیک چار یا پانچ حرکت کا اندازہ ہے اور دو حرکت ایک الف کے برابر ہے اور حالت وقف میں مدِّ متصل کو تین الف کے برابر دراز کرنا جائز ہے اور مدِّ عارض للسکون کے تین طریقے ہیں جس کی تفصیل گذر چکی ہے پس جب کوئی شخص کسی مجلس میں ترتیل کے ساتھ پڑھنا شروع کرے اور مدّ متصل اور منفصل کو چار حرکات کے اندازہ دراز کرے تو ضروری ہے کہ جب تک اس مجلس میں پڑھے اسی اندازہ دراز مد ادا کرے۔ کیونکہ مد کی درازی خواہ چار حرکات کے اندازہ ہو خواہ پانچ حرکات کے اندازہ

ہرایک امام حفص رحؒ کی علیحدہ علیحدہ روایت ہے اور ایک مجلس کی قرأت میں کئی روایتوں کو جمع کرنے کا نام تخلیط ہے یہ اہلِ اداکے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح جب مدّ متصل کو چار حرکات یا پانچ حرکات کے اندازہ دراز کرکے وقف کرے تو ضروری ہے کہ اس مجلس کی پوری تلاوت میں اسی اندازہ کا لحاظ رکھے اگر ربع قرآن یا نصف قرآن شریف پڑھنے کے بعد دوسری روایت کو اختیار کرے تو یہ جائز ہے۔ البتہ اولیٰ وہی ہے جو بیان کیا گیا۔ مدعارض للسکون کے تینوں طریقوں میں بھی یہی تفصیل ہے۔

فصل۔ سکون عارض للوقف بلا مد کے حکم میں

اگر سکون عارض للوقف بغیر مد کے ہو تو دیکھا جائے گا کہ حرف موقوف علیہ حرکات عارضہ سے خالی ہے یا نہیں۔ خالی ہونے کی تقدیر میں اگر منصوب ہو تو اس میں سکون ہے۔ اگر مجرور ہو تو اس میں سکون اور روم ہے۔ اگر مرفوع ہو تو اس میں سکون روم اور اشمام ہے۔ اگر حرکت عارضہ سے خالی نہ ہو بلکہ التقائے ساکنین کی وجہ سے وصل میں حرکت دی گئی

ہو تو اس میں صرف سکون ہے روم و اشمام جائز نہیں جیسے
قُلِ ادْعُوا۔ قُمِ اللَّیْلَ۔ کیونکہ حرکت عارضہ میں روم و اشمام
جائز نہیں ہے۔ اگر سکون عارض للوقف بغیر مد کے ہائے تانیث
پر ہو جیسے اَلْقِیَامَۃِ۔ اللَّوَّامَۃِ۔ تو اس میں رفع و نصب اور
جر تینوں حالتوں میں صرف سکون ہے۔ کیونکہ ہائے تانیث
روم و اشمام کو قبول نہیں کرتی۔ اور اگر یہ سکون ہائے ضمیر پر
ہو جیسے لَہٗ۔ عَنْہُ تو اگر منصوب ہو صرف سکون ہے اور
اگر مجرور ہو تو سکون اور روم ہے۔ اگر مرفوع ہو تو سکون
روم اور اشمام ہے۔

فصل۔ فواتح سور کے بیان میں

فواتح سور چودہ حروف ہیں جن کا مجموعہ "صِلْہُ سُحَیْرًا
مَنْ قَطَعَکَ" ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم تین حرفی
درمیانی حرف مد اور تیسرا حرف ساکن ہو۔ دوسری قسم
دو حرفی تین حرفی۔ آٹھ حروف ہیں جن کا مجموعہ کَمْ عَسَلْ
نَقَصَ ہے ان میں سے عین کے سوا ہر ایک حرف کو مدِ

لازم کے طور پر دراز کیا جاتا ہے۔ پس کاف سورہ مریم کے اوّل میں مذکور ہے اور میم سورہ بقر۔ ال عمران۔ اعراف۔ رعد۔ شعرار قصص۔ عنکبوت۔ روم۔ لقمان۔ سجدہ۔ اور حوامیم سبعہ کے اول میں مذکور ہے اور سین سورہ شعرار۔ نمل قصص۔ یٰسٓ۔ شوریٰ کے اوّل میں ہے۔ اور لام سوہ بقرہ۔ ال عمران۔ اعراف۔ یونس یوسف۔ ہود۔ رعد۔ ابراہیم۔ حجر۔ عنکبوت۔ روم۔ لقمان اور سجدہ کے اوّل میں ہے۔ نون سورہ قلم کے اوّل میں ہے اور قاف شوریٰ اور قٓ والقرآن کے اوّل میں ہے اور صاد سورۂ اعراف۔ مریم اور صٓ والقرآن کے اول میں اور عین کو مدلازم میں کوئی دخل نہیں۔ جیسا کہ مشہور ہے اس میں مد کرنے کی دو صورتیں جائز ہیں چار حرکات کے اندازہ اور چھ حرکات کے اندازہ۔ یہی افضل ہے۔

اور دو حرفی پانچ حرف ہیں جن کا مجموعہ حَیٌّ طٰھُرٌ ہے۔ اور ہر ایک میں مدِّ طبعی ادا کیا جاتا ہے پس حا حوامیم سبعہ کے اوّل میں مذکور ہے اور یا سورۂ مریم اور یٰسٓ کے اوّل کے مذکور ہے اور طا سورۂ طٰہٰ۔ شعریٰ۔

نمل اور قصص میں ہے اور کھٰیعص سورۂ مریم اور طٰہٰ کے اول میں اور الٓر، سورۂ یونس۔ ہود۔ یوسف۔ رعد۔ ابراہیم اور حجر کے اوّل میں۔ لیکن الف میں کبھی مد نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ اسکی ہجا تین حرف سے ہوتی ہے لیکن درمیانی حرف مد نہیں ہے۔

تنبیہات

اوّل :- جب التقائے ساکنین سے بچنے کے لئے ساکن اصلی کو حالت وصل میں حرکت دیجائے جیسا کہ الٓمٓ اَللّٰهُ جو کہ سورۂ اٰلِ عمران کے اوّل میں ہے تو اس میں دو صورتیں صحیح ہیں مد اور قصر پس سکون اصلی کیطرف خیال کرتے ہوئے مد تین الف کے اندازہ دراز کیا جائے گا کیونکہ وہ مدّ لازم حرفی مخفف ہے اور یہ طریقہ افضل ہے۔ ساکن اصلی میں حرکت عارضہ کی طرف خیال کرتے ہوئے قصر ایک الف کے اندازہ کیا جائے گا وہ ساکن اصلی میم ہے اور اسکو فتحہ دینے کی غرض یہ ہے کہ لفظ اللّٰہ کی تفخیم باقی رہے کیونکہ اگر کسرہ دیں تو ترقیق آئے گی۔

دوم :- یٰسٓ والقرآن اور نٓ والقلم میں جو نٓ ہے امام حفصؒ کے نزدیک وقف اور وصل دونوں حالتوں میں اسکو ظاہر کیا جاتا ہے۔

سوم :- سورہ حجرات میں بِئْسَ الِاسْمُ پر اگر وقف کرے اور دوبارہ اس سے پڑھنا چاہے تو دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ ہمزہ سے ابتدا کرے اور یہی اولیٰ ہے۔ اور دوسری یہ کہ لام سے شروع کرے۔

حالت وصل میں ھا ضمیر کا حکم

جب ھا ضمیر وصل دو متحرک حروف کے درمیان واقع ہو اور ثانی متحرک حرف ہمزہ نہ ہو تو اس میں تلفظ کرتے وقت مد طبعی ادا کیا جاتا ہے جیسے اِنَّہٗ کَانَ بِہٖ بَصِیْرًا اس کا نام صلہ قصیرہ ہے اور اگر ثانی حرف متحرک ہمزہ ہو تو مد منفصل کے طور پر دراز کیا جائے گا جیسے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗٓ اِلَّا اللّٰہُ اسکو صلہ طویلہ کہتے ہیں۔ اگر دو حرف ساکن کے درمیان واقع ہو تو بالکل مد نہیں کیا جائے گا۔

جیسے عَلَیۡہُ اللّٰہِ اسی طرح ھا کے ماقبل اگر حرف متحرک ہو اور مابعد حرف ساکن ہو تو بھی مد نہ ہوگا۔ جیسے اِسۡمُہُ الۡمَسِیۡحُ۔ اور اگر ماقبل حرف ساکن ہو اور مابعد حرف متحرک ہو تو امام حفص کے نزدیک مد نہ ہوگا۔ فِیۡہِ ھُدًی البتہ سورۂ فرقان میں فِیۡہٖ مُھَانًا میں امام حفصؒ کے نزدیک مد طبعی ہوگا۔ اسی آیت کے سوا دوسری کسی آیت میں حفص کے نزدیک یہ قاعدہ نہیں ہے لَمۡ یُنۡتَہِ۔ مَا نَفۡقَہُ وغیرہ میں مد نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ھا ضمیر نہیں بلکہ مادہ کا حرف ہے۔

تنبیہات

اوّل:۔ قرآن شریف میں بارہ کلمات ہیں جن کو ھاء ساکن سے لکھا گیا ہے اور امام حفصؒ نے ان کو ھا ساکن سے پڑھا ہے خواہ حالت وصل میں ہوں یا وقف میں وہ بارہ کلمات یہ ہیں سورہ بقرہ میں لَمۡ یَتَسَنَّہۡ۔ سورۂ انعام میں اِقۡتَدِہۡ اور سورۃ اعراف اور شعراء میں اَرۡجِہۡ سورہ نمل میں فَاَلۡقِہۡ سورۃ حاقہ کے دو جگہے

ہیں کتابیہ اور حسابیہ۔ مالیہ۔ اور سلطنیہ اور سورہ القارعہ میں ماھیہ۔ اسی سورہ میں ۱۲

ثانی۔ قرآن شریف میں چھ کلمات ہیں جن میں صرف حالت وقف میں ایک الف کے اندازہ مد کرتے ہیں جیسے لکنا۔ سورہ کہف میں اَظنونا۔ الرسولا۔ السبیلا سورہ احزاب میں سلاسلا اور قواریرا سورہ انسان میں ــــــ

ثالث:۔ اگر ضمیر مفرد متکلم پر وقف کرے تو ایک الف کے اندازہ مد کرے لیکن وصل میں اس پر بالکل مد نکرے جیسے اَنَا بَشَرٌ۔ اَنَا اَکْثَرُ۔ اَنَا اَعْلَمُ۔

رابع:۔ سورہ نمل میں فَمَا اٰتٰنِۦَ ہے اس میں حالت وقف میں دو طریقے جائز ہیں پہلا یہ کہ نون کے کسرہ کو تبعاً للرسم ایک الف کے اندازہ دراز کرے۔ دوسرا یہ کہ یا کو حذف کر کے نون کو ساکن کرے۔

خامس:۔ قولہ تعالیٰ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّۃً ثُمَّ

جَعَلَ مِن بَعْدِ قُوَّۃٍ ضُعْفًا۔ امام حفص کے نزدیک تینوں کلمات میں لفظ ضعف کے ضٓ کو فتحہ اور ضمہ دونوں سے پڑھنا جائز ہے اور دونوں معتمد علیہ روایتیں ہیں۔

وقف اور سکتہ کا بیان

وقف کے معنی لغت میں مطلقاً ٹھہر جانا اور اصطلاح میں قرأت شروع کرنے کے ارادے پر عادۃً ایک دفعہ سانس لینے کے اندازہ آواز کو روک کر ٹھہر جانے کو وقف کہتے ہیں وقف تین قسم پر ہیں۔ اختیاری۔ اضطراری اختیاری۔

اختیاری وہ وقف ہے جس کا تعلق رسم سے ہو اور مقطوع کو موصول سے یا ثابت کو محذوف سے ظاہر کرنے کے لئے یا سوال ممتحن یا کیفیت وقف کی تعلیم کے لئے یہ وقف کیا جاتا ہے۔

وقف اضطراری۔ وہ ہے جو تنگی سانس یا عجز یا نسیان وغیرہ کسی سبب سے کیا جائے پس ان اسباب کے درپیش

ہونے کے وقت جو ن سے کلمہ پر بھی ہو وقف کرنا جائز ہے اس کے بعد اگر وہی کلمہ ابتدا کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسی سے شروع کرے ورنہ اس کے ماقبل کے کلمہ سے شروع کرے۔

اور اختیاری وہ ہے جو بلا کسی سبب کے قصداً کیا جاتا ہے۔ اقسام وقف اختیاری میں علماء نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا تین بعض نے کہا چار بعض نے پانچ اور بعض نے اس سے زائد بتایا ہے۔ اور بعض نے اقسام کے بجائے مراتب سے تعبیر کی ہے الغرض ہر ایک کی ایک علیحدہ اصطلاح ہے وَلَا مُشَاحَۃَ فِیۡہِ مختار یہ ہے کہ اقسام وقف چار ہیں۔ تام۔ کافی۔ حسن قبیح۔

تام وہ ہے جو ایسے کلمہ پر ہو جس کا تعلق نہ ماقبل سے ہو نہ مابعد سے نہ لفظاً ہو نہ معنًا کیونکہ یہ وقف وہ کلام تمام ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے اور یہ وقف اکثر رؤس آیات میں پایا جاتا ہے۔ جیسے وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ اور ابتدا اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا اور کبھی وقف تام میں تاکید ہوتی اسکو علماء وقف لازم کہتے ہیں جیسے لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ○

پر وقف کرنا اور "اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا" سے ابتدا کرنا۔ اگر پڑھنے والا یہاں وصل کرے تو سننے والے کو ایک معنی فاسد کا وہم ہونے کا احتمال ہے سو قاری پر ضروری ہے کہ کلام اور قصص تمام ہونے کا پورا لحاظ رکھے اور ایک کلام یا قصہ کی انتہا کو دوسرے کلام اور قصّہ کی ابتدا سے ملا دینے سے احتراز کرے تاکہ التباس نہ ہو اور سننے والے کو معنی غیر مراد کا وہم نہ ہو۔

وقف کافی۔ یہ ہے جو ایسے کلام کلمہ پر ہو جس کا تعلق ماقبل اور مابعد سے معنی کے اعتبار سے ہو اور لفظ کے اعتبار سے نہ ہو اس کے مابعد سے ابتدا کرنا بہتر ہے جیسے اَمْ لَمْ تُنْذِرْ هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ پر وقف کرنا۔ اور خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ سے ابتدا کرنا۔

وقف حسن وہ ہے جو ایسے کلمہ پر ہو جس پر کلام تمام ہونے کے باوجود ماقبل اور مابعد سے اس کا تعلق لفظاً ہو اور حسن اسلئے نام رکھا گیا کہ وہ ایسے معنی کا فائدہ دیتا ہے جس پر سکوت حسن ہو۔ وہ کلمہ رأس آیت بھی ہوتا ہے اور

غیر یا اس آیت بھی ہوتا ہے اور اس میں تفصیل ہے جیسے
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر وقف کرنا۔ اس پر وقف
کرنا حسن ہے کیونکہ اس کا مابعد ابتدا کا معنی دیتا ہے۔ اور
بِسْمِ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پر وقف کرنا فی نفسہ حسن ہے
ابتدا کی اعتبار سے نہیں۔

وقف قبیح وہ ہے جو ایسے کلمہ پر ہو جس کا تعلق مابعد
سے لفظاً و معنیً بہت زیادہ ہو جیسے بِسْمِ اللّٰہِ کے بِسْمِ اور اَلْحَمْدُ
لِلّٰہِ کے اَلْحَمْدُ پر اور قبیح اسلئے نام رکھا گیا کہ اس کلمہ پر نہ کلام
تام ہوتا ہے نہ کوئی صحیح مطلب و معنی سمجھا جاتا ہے اور ایسے کلمہ
پر قصداً وقف کرنا جائز نہیں ہاں سانس کا انقطاع یا
چھینک وغیرہ سے اضطراری طور پر وقف کرے تو جائز ہے
البتہ دوبارہ اسی کلمہ سے یا اس کے ماقبل سے شروع کرے
اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖ جیسے
کلمات پر وقف کرنا بہت ہی قبیح ہے کیونکہ وہ ایسے ایک
وصف کا وہم پیدا کر دیتا ہے جو شانِ باری تعالیٰ کے
ہرگز لائق نہیں۔ اسی طرح فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ پر وقف کرنا

قبیح ہے کیونکہ مابعد کے نعت متصل کو چھوڑ دینے سے معنی غیر مراد کا وہم ہوتا ہے ایسا ہی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ پر وقف کرنا کیونکہ اس سے اباحت ترک صلوٰۃ کا وہم ہوتا ہے۔ اسی طرح لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا پر وقف کرنا اور اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ سے ابتدا کرنا یا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ سے ابتدا کرنا کیونکہ اس سے مسلمانوں کے اعتقاد کے خلاف معنی کا وہم ہوتا ہے۔ سو بعض علماء نے کہا کہ اگر معنی کا اعتقاد نہ رکھے اور دوبارہ کلام کے بعض کو بعض سے ملا کر شروع کر دے تو کوئی گناہ نہیں۔ اور بعض علماء نے کہا کہ یہاں وقف کرنے والے کی تین حالت ہیں۔ یا تو وہ معنی سے واقف ہوگا۔ یا اضطراری طور پر وقف کرے گا۔ یا قصداً وقف کرے گا۔ تو اگر ناواقفیت کی وجہ سے ایسا وقف کیا ہو تو کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر اضطراراً وقف کرے تو پھر ماقبل سے شروع کرے اور اس معنی فاسد کا اعتقاد نہ رکھتا ہو تو بھی گناہ نہیں ہے اس صورت میں بعض علماء نے کہا کہ اگر معنی جانتا ہو اور

کلا کے بعض کو بعض سے دوبارہ نہ ملائے تو گنہگار ہوگا۔ ایسے موقع پر وقف کرتے وقت اگر معنی فاسد کا اعتقاد رکھتا ہو تو اسکو مطلقاً کافر کہا جائیگا۔ العیاذ باللہ۔

وقف کی اصطلاح اقسام اور احکام سب کی تفصیل ہوچکی۔ رہا سکتہ۔ سو بلا تنفس کلمہ کو اس کے ما بعد سے منقطع کرنے کا نام سکتہ ہے۔

اور بعض علمائے فن نے کہا کہ دو حرکت کے اندازہ بلا تنفس وقف کرنے کا نام سکتہ ہے۔ امام حفصؒ کے نزدیک تمام قرآن مجید میں چار جگہ سکتہ ہے اوّل سورۃ کہف میں وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا پر۔ پس قاری عِوَجًا کے الف پر مد کرتے ہوئے بلا تنفس دو حرکت کے اندازہ ساکت رہے [یہ قول میرے استاذ مکہ مکرّمہ کے رئیس القراء شیخ احمد حجازی فقیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے البتہ میرے استاذ ہمارے ملک کے امام القراء مولانا حافظ محمّد عبد الرؤف شہباز پوریؒ نے اس آیت میں سکتہ کی کیفیت مجھے یہ بتائی کہ لفظ عِوَجًا کو تنوین کے ساتھ

پڑھ کر سکتہ کرے پھر قَیِّمًا سے شروع کرے۔

دوسرا سورۃ یٰسٓ میں مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا پر پس مرقدنا کے الف پر مد کرتے ہوئے بلا تنفس دو حرکت کے اندازہ ٹھہر جاکر پھر ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ سے پڑھے۔

تیسرا سورۃ قیامہ میں وَقِیْلَ مَنْ پر۔ قاری مَنْ کے نْ پر سانس توڑے بغیر دو حرکت کے اندازہ وقف کرے پھر رَاقٍ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ سے پڑھے۔

چوتھا سورۃ مطففین میں کَلَّا بَلْ پر پس لام بَلْ پر سانس توڑے بغیر دو حرکت کے اندازہ ٹھہرے پھر رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ سے پڑھے (واللہ اعلم)

مقطوع اور موصول کا بیان

قاری کو ضروری ہے کہ رسم قرآن میں مقطوع اور موصول کو پہچانے تاکہ اختیار اور اضطرار کی حالت میں وقف

کرنے کا طریقہ جان لے سو شیخ القرائے نے اس بارے میں علماء کے اقوال سے سولہ اقوال اقتباس کیا ہے اور لفظ اَنْ ہمزہ کے فتحہ اور نون کے سکون سے وہ لائے نافیہ سے دس موضعوں میں مقطوع ہوتا ہے۔ اوّل سورۃ اعراف میں اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ میں۔ ثانی اسی سورہ میں اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ میں۔ ثالث سورۃ توبہ میں اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّآ اِلَیْہِ میں چوتھا اور پانچواں سورۃ ھود میں اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ میں اور اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ میں۔ چھٹواں سورۃ حج میں اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَّطَھِّرْ بَیْتِیَ میں۔ ساتواں سورۃ یٰسٓ میں اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ میں۔ آٹھواں سورۃ دخان میں اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَی اللّٰہِ۔ نواں سورۃ ممتحنہ میں اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا۔ دسواں سورۃ نون میں اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّھَا الْیَوْمَ عَلَیْکُمْ مِّسْکِیْنٌ اور سورۃ انبیا میں اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ میں قطع اور وصل کے دونوں قول ہیں۔ ان کے سوا سب جگہ

پڑھنے اور لکھنے میں موصول ہے جیسے اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰہَ سورہ ہود کے اوّل میں اور اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا سورہ طٰہٰ میں اور اِنْ شرطیہ لَا نافیہ کے ساتھ بالاتفاق پڑھنے اور لکھنے میں موصول ہے جیسے اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ سورہ انفال میں اور اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ۔ سورہ توبہ میں۔

دوسری قسم لفظ اَنْ مع لَنْ یہ محض دو جگہ میں پڑھنے اور لکھنے میں موصول ہے جیسے اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا سورہ کہف میں۔ اور اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ سورہ قیامہ میں اس کے سوا سب جگہ مقطوع ہے جیسے اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ سورہ فتح میں۔ اور اَنْ لَّنْ تُحْصُوْہُ سورہ مزمل میں وغیرہ۔

تیسری قسم لفظ اِنْ بکسر ہمزہ وسکون نون لَمْ کے ساتھ فقط ایک جگہ میں لفظاً وخطاً موصول ہے فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْا سورہ ہود میں اس کے سوا سب جگہ مقطوع ہے جیسے فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکَ

فَاعْلَمُوا سورہ قصص میں اور لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ سورہ احزاب میں۔ اور اَنْ بفتح ہمزہ لَمْ کے ساتھ بلا اختلاف مقطوع ہے جیسے ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى۔ سورہ انعام میں۔ اور اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ سورہ بلد میں۔

چوتھی قسم لفظ اِنْ شرطیہ مَا کے ساتھ صرف ایک جگہ میں مقطوع ہے جیسے وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ سورہ رعد میں باقی سب جگہ لفظاً وخطاً موصول ہے جیسے فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِى الْحَرْبِ اور وَاِمَّا تَخَافَنَّ سورہ انفال میں اور لفظ اَنْ بفتح ہمزہ مَا کے ساتھ بالاتفاق موصول ہے جیسے اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ سورہ انعام میں اور اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ سورہ نمل میں۔

پانچویں قسم لفظ اِنَّ بکسر ہمزہ تشدید نون مَا کے ساتھ صرف ایک جگہ مقطوع ہے جیسے اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ سورہ انعام میں۔ اس کے سوا سب جگہ موصول ہے جیسے اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سورہ نساء میں اور اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ سورہ ذاریات میں اور

سورہ نحل میں جو اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ہے اس میں وصل اور قطع کے دونوں قول ہیں۔

چھٹویں قسم لفظ اَنَّ بفتح ہمزہ و تشدید نون مَا کے ساتھ دو جگہ مقطوع ہے اوّل وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ سورہ حج میں اور ثانی وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الْبَاطِلُ سورہ لقمان میں اور سورہ انفال میں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ جو ہے اس میں اختلاف ہے اور وصل زیادہ مشہور ہے۔ اور باقی سب جگہ موصول ہے جیسے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔ سورہ مائدہ اور سورہ تغابن میں۔

ساتویں قسم لفظ اَمْ مَّنْ کے ساتھ چار جگہ مقطوع ہے۔ اوّل اَمْ مَّنْ یَّکُوْنُ عَلَیْھِمْ وَکِیْلًا سورہ نساء میں۔ دوسرا اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ سورہ توبہ میں۔ تیسرا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا سورہ صافات میں۔ چوتھا اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا سورہ فصّلت میں اس کے سوا باقی سب جگہ موصول ہے بایں صورت کہ میم اولیٰ کو میم ثانیہ میں لفظًا و خطًا ادغام

کرلیا جائیگا جیسے اَمَّنْ لَّا یَہِدِّیْ سورۂ یونس میں۔ اور اَمَّنْ خَلَقَ۔ وامَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ سورۂ نمل میں۔

آٹھویں قسم لفظ مِنْ جارّہ مَا موصول کے ساتھ تین جگہ میں مقطوع ہے اوّل فَمِنْ مَّامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ سورہ نساء میں دوسرا ھَلْ لَّکُمْ مِّنْ مَّامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ سورۂ روم میں۔ تیسرا وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّارَزَقْنٰکُمْ سورۂ منافقون میں۔ اس تیسری جگہ میں کچھ اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وصل ہے اور بعض کے نزدیک قطع ہے۔ اس کے سوا باقی سب جگہ موصول ہے جیسے مِمَّارَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ اور مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا۔ سورۂ بقرہ میں اور مِنْ جارہ مَنْ کے ساتھ بالاتفاق رسمًا وخطًا موصول ہے جیسے مِمَّنْ مَّنَعَ اور مِمَّنْ کُنْتُمْ سورۂ بقرہ میں۔

نویں قسم لفظ عَنْ مَا موصولہ کے ساتھ یہ ایک جگہ مقطوع ہے جیسے عَنْ مَّا نُھُوْا عَنْہُ سورۂ اعراف میں باقی تمام جگہ موصول ہے جیسے عَمَّا یَعْمَلُوْنَ۔ عَمَّ یَتَسَآئَلُوْنَ اور لفظ عَنْ من موصولہ کے ساتھ بالاتفاق مقطوع ہے

اور قرآن شریف میں دو جگہ مذکور ہے اوّل وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَّنْ يَّشَاۗءُ سورۂ نور میں اور ثانی فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى سورۂ نجم میں۔

دسویں قسم لفظ اَيْنَ مَا کے ساتھ پس یہ بالاتفاق دو جگہ میں موصول ہے۔ اوّل فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ سورۂ بقرہ میں ثانی اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ سورۂ نحل میں اور تین جگہ میں قطع اور وصل دونوں جائز ہیں اوّل اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ سورۂ نساء میں ثانی اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سورہ شعراء میں۔ ثالث اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا۔ سورۂ احزاب میں ان کے سوا باقی سب جگہ بالاتفاق مقطوع ہے جیسے اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا سورۂ بقرہ میں اور اَيْنَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سورۂ اعراف میں۔

گیارھویں قسم لفظ كُلِّ مَا کے ساتھ ایک جگہ میں بالاتفاق مقطوع ہے جیسے وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا

سَاَلْتُمُوْہُ سورہ ابراہیم میں اور چار جگہ قطع و وصل دونوں جائز ہیں اول کُلَّمَا رُدُّوْا اِلَی الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا سورہ نساء میں دوسرا کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ سورہ اعراف میں تیسرا کُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا سورہ مومنون میں۔ چوتھا کُلَّمَا اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سورہ ملک میں ان کے سوا باقی سب جگہ موصول ہے جیسے کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا اور اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ سورہ بقرہ میں۔

بارھویں قسم لفظ بِئْسَ مَا کے ساتھ دو جگہ میں موصول ہے جیسے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ سورہ بقرہ میں دوسرا بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ۔ سورہ اعراف میں۔ اور ایک جگہ میں قطع اور وصل دونوں جائز ہیں قُلْ بِئْسَ مَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِیْمَانُكُمْ سورہ بقرہ میں ماسوا ازیں سب جگہ مقطوع ہے جیسے وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ۔ سورہ بقرہ میں اور فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ سورہ اٰلِ عمران میں۔ اور لفظ حَیْثُ مَا کے ساتھ بالاتفاق مقطوع ہے جیسے وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ سورہ

بقرہ کی دو جگہ ہیں۔

تیرھویں قسم لفظ لِکَیْ لَا نافیہ کے ساتھ چار جگہ موصول ہے اوّل لِکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ سورۃ آل عمران میں۔ دوسرا لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا سورۃ حج میں۔ تیسرا لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ۔ سورۃ احزاب میں۔ چوتھا لِکَیْلَا تَاْسَوْا۔ سورۃ حدید میں۔ ان کے سوا باقی سب جگہ مقطوع ہے جیسے لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا سورۃ نحل میں۔ اور لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ سورۃ احزاب میں۔

چودھویں قسم لفظ فِیْ مَا کے ساتھ گیارہ جگہ میں مقطوع ہے اوّل فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ۔ سورۃ بقرہ میں۔ دوسرا اور تیسرا لِیَبْلُوَکُمْ فِیْ مَآ اٰتٰکُمْ سورۃ مائدہ اور انعام میں۔ چوتھا قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ سورۃ انعام میں۔ پانچواں وَهُمْ فِیْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ سورۃ انبیاء میں چھٹواں لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ۔ سورۃ نور میں۔

ساتواں اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِیْنَ سورۂ شعراء میں۔ آٹھواں شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ سورۂ روم میں۔ نواں اور دسواں فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ اور فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ سورۂ زمر میں۔ اور گیارہواں وَنُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ سورۂ واقعہ میں۔ ان کے سوا باقی تمام جگہ میں موصول ہے جیسے فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اور فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔ سورۂ بقرہ میں

پندرھویں قسم

لام چار چار جگہ میں اپنے مجرور سے مقطوع ہے اول فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ سورۂ نساء میں۔ دوسرا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ۔ سورۂ کہف میں۔ تیسرا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ سورۂ فرقان میں۔ چوتھا فَمَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سورہ معارج میں ان کے سوا باقی سب جگہ موصول ہے جیسے وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ سورۂ والليل میں اور وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ۔ سورۂ غافر میں۔

سولھویں قسم

لفظ یَوْمَ ھُمْ کے ساتھ دو جگہ منقطع ہے۔ اول یَوْمَ ھُمْ بٰارِزُوْنَ۔ سورۂ غافر میں۔ ثانی یَوْمَ ھُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ² باقی سب جگہ میں موصول ہے جیسے یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ۔ سورۂ زخرف میں۔ اور یَوْمَهُمُ الَّذِیْ فِیْهِ یُصْعَقُوْنَ سورۂ طور میں۔

تتمہ

قرآن کریم میں جتنے ہمزہ ہیں سب دو قسم پر ہیں ہمزہ قطعی اور ہمزۂ وصل پس ہمزۂ قطعی ابتدا اور وصل دونوں حالتوں میں ثابت رہتا ہے اور اسم و فعل دونوں میں آتا ہے۔ اور ہمزۂ وصل صرف ابتدا میں ثابت رہتا ہے اور وصل میں حذف کر لیا جاتا ہے۔ یہ بھی اسم اور فعل دونوں میں آتا ہے۔ ہمزۂ قطعی چونکہ ثابت اور محقق ہے لہذا اسکی تفصیل ضروری نہیں۔ چونکہ ہمزۂ وصل ہر حال میں برابر نہیں رہتا اسلئے تفصیل ضروری ہے۔ سو ہم کہتے ہیں کہ تمام اسمائے معرفہ بالِ کے اول میں جو ہمزہ ہے

² سورہ ذاریات میں

وہ ہمزۂ وصل ہے اسکو ہمیشہ فتحہ سے شروع کیا جاتا ہے جیسے
اَلْحَمْدُ ۔ اَلْوَاحِدُ ۔ اَلشَّکُوْرُ البتہ چھ کلمات ایسے ہیں جن پر
ہمزۂ استفہام داخل ہوگیا پس ان چھ کلمات کے اوّل میں
ہمزہ قطعی ہے وہ چھ کلمات یہ ہیں ۔ قُلْ ءٰٓالذَّکَرَیْنِ سورہ
انعام کی دو جگہ میں آٰلْـٰٔنَ قُلْ ءٰٓاللّٰہُ اَذِنَ سورۂ یونس میں
ءٰٓاللّٰہُ خَیْرٌ سورۂ نمل میں اور جو اسمائے معرّف باَل نہیں
ان میں سے سات الفاظ کے سوا باقی سب ہمزہ قطعی ہے اور
ان سات الفاظ میں ہمزۂ وصل کے کسرہ سے شروع کیا جاتا
ہے وہ الفاظ یہ ہیں اِبْنٌ ۔ اِبْنَۃٌ ۔ اِمْرُءٌ ۔ اِمْرَءَۃٌ ۔
اِثْنَانِ ۔ اِثْنَتَانِ ۔ اِسْمٌ اور جو ہمزہ وصل کے افعال
میں ہے وہ ہمیشہ پانچ حرفی اور چھ حرفی ماضی پر داخل ہوتا
ہے جیسے اِتَّخَذُوْا ۔ اِتَّبَعُوْا ۔ اِضْطُرَّ ۔ اِجْتُثَّتْ ۔
اِسْتُضْعِفُوْا وغیرہ البتہ سات افعال ایسے ہیں جن پر
ہمزۂ استفہام داخل ہوگیا سو ان افعال کے اوّل میں ہمزہ
قطعی ہے اور ان میں ہمیشہ فتحہ سے شروع کیا جاتا ہے ۔ وہ
افعال یہ ہیں قُلْ اَتَّخَذْتُمْ سورۂ بقرہ میں اَطَّلَعَ الْغَیْبَ

سورہ مریم میں۔ اَفْتَرٰی علی اللہ سورہ سبا میں اَصْطَفَی الْبَنَاتِ سورہ صافات میں۔ اَتَّخَذْنَاھُمْ۔ اَسْتَکْبَرْتَ سورہ صٓ میں۔ اَسْتَغْفَرْتَ سورہ منافقون میں۔ اور پانچ حرفی اور چھ حرفی افعال کے امر اور مصدر پر بھی ہمزہ وصل داخل ہوتا ہے جیسے اِتَّبِعْ۔ اِسْتَغْفِرْ۔ اِخْتِلَافًا۔ اِسْتِکْبَارًا۔ اور امر ثلاثی پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے اُنْظُرْ۔ اُذْکُرْ۔ وغیرہ افعال مذکورہ کے سوا جتنے افعال میں ہمزہ ہے وہ قطعی ہے افعال مذکورہ میں سے اگر کسی فعل سے شروع کرنا چاہے تو حرف ثالث کو دیکھنا ضروری ہے اگر وہ مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ وصل کو کسرہ سے شروع کرے اگر مضموم ہو اور ضمہ لازم ہو تو ضمہ سے شروع کرے اور اگر ضمہ عارض ہو تو اصل کا اعتبار کرتے ہوئے کسرہ سے شروع کرے۔ اور یہ صورت قرآن کریم کی چار جگہ میں ہے اِبْنُوْا۔ اِمْشُوْا اِقْضُوْا۔ اِئْتُوْا۔ ان الفاظ میں حروف ثالث کا ضمہ عارض ہے کیونکہ وہ اصل میں اِبْنِيُوْا۔ اِمْشِيُوْا۔ اِقْضِيُوْا۔ اِئْتِيُوْا تھے ثقالت کی وجہ سے یاء سے ضمہ حذف کیا گیا پھر التقاء ساکنین کے سبب سے یا کو بھی حذف کر دیا گیا۔ واللہ اعلم

تاء کا بیان

تائے مجرورہ وہ ہے جو وصل اور وقف دونوں حالتوں میں تا ر رہتی ہے۔ اور اسکو تائے تانیث کہتے ہیں۔
تائے مربوطہ وہ ہے جو وصل میں تا رہتی ہے اور وقف کی حالت میں ھا ہو جاتی ہے اسکو ہائے تانیث کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں دس کلمات ایسے ہیں جنمیں سے بعض کو تائے مجرورہ (لمبی تا) سے اور بعض کو تائے مربوطہ (گول تا) سے لکھا گیا ہے وہ دس کلمات یہ ہیں۔
رَحْمَةً - نِعْمَةً - اِمْرَأَةٌ - سُنَّةٌ - كَلِمَةً - قُرَّةٌ - بَقِيَّةٌ - شَجَرَةٌ - جَنَّةٌ - لَعْنَةٌ اب جن محلوں میں ان کلمات کو تائے مجرورہ سے لکھا گیا ہے ان کو ذکر کرتا ہوں۔ تاکہ قاری کو معلوم ہو جائے کہ مذکورہ محلوں کے سوا باقی سب جگہ میں تائے مربوطہ ہے۔ اور اس پر ھا کے ساتھ وقف کرے پس لفظ رَحْمَةً تائے مجرورہ کے ساتھ سات جگہ میں لکھا گیا ہے۔

(۱) يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰهِ سورہ بقرہ میں۔ (۲) اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ۔ سورہ اعراف میں۔ (۳) رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

سورۃ ہود میں۔ (۴) ذِکْرُ رَحْمَتِ رَبِّکَ سورہ مریم میں (۵) فَانْظُرْ اِلٰی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ سورۃ روم میں (۶) اَھُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّکَ (۷) وَرَحْمَتُ رَبِّکَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ دونوں سورۃ زخرف میں۔ ان محلوں کے سوا باقی سب جگہ میں ان الفاظ کو تائے مربوطہ سے لکھا گیا۔ اور لفظ نِعْمَۃٌ کو گیارہ جگہوں میں تائے مجرورہ سے لکھا گیا۔

(۱) وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَمَآ اَنْزَلَ سورۃ بقرہ میں۔ (۲) وَ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ سورۃ اٰل عمران میں۔ (۳) اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ھَمَّ سورۃ مائدہ میں۔ (۴) اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ (۵) وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا دونوں سورۃ ابراہیم میں (۶) وَبِنِعْمَتِ اللّٰہِ ھُمْ یَکْفُرُوْنَ (۷) یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ (۸) وَاشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ تینوں سورۃ نحل میں۔ (۹) اَنَّ الْفُلْکَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰہِ سورۃ لقمان میں۔ (۱۰) اُذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ سورہ فاطر میں۔ (۱۱) فَذَکِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّکَ

بِكَاهِنٍ سورۂ طور میں۔

ان محلوں کے سوا باقی تمام جگہوں میں ان الفاظ کو تائے مربوطہ سے لکھا گیا۔ حالت وقف میں وہ تا، ھا سے بدل جائے گا۔ جیسے وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ سورہ مائدہ میں یہی آیت سورۂ ابراہیم میں ہے۔

لفظ اِمْرَأَةٌ جہاں بھی اس کے زوج کی طرف اضافت کی گئی ہے تائے مجرورہ سے لکھا گیا۔ یہ سات محلوں میں ہے (۱) اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرَانَ سورۂ آل عمران میں۔ (۲) وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ۔ (۳) قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ دونوں سورۂ یوسف میں (۴) وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ سورۂ قصص میں (۵-۶) امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ (۷) امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ تینوں سورۂ تحریم میں ان کے سوا باقی تمام جگہوں میں تائے مربوطہ سے لکھا گیا۔

جیسے وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ سورہ نساء میں اور وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ سورۂ نمل میں اور لفظ سُنَّةٌ کو پانچ جگہ میں تائے مجرورہ سے لکھا گیا۔ جیسے (۱) فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ

الْاَوَّلِیْنَ (۲-۳-۴) فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِیْنَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا سورۃ فاطر میں (۵) سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ سورۃ غافر میں۔ ان کے سوا باقی جگہوں میں تائے مربوطہ سے لکھا گیا ہے جیسے سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا سورہ اسرائیل میں سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا سورۃ احزاب میں وغیرہ اور لفظ لَعْنَتٌ کو دو جگہ میں تائے مجرورہ سے لکھا گیا ہے (۱) فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ سورۃ آل عمران میں (۲) وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ سورۃ نور میں اور باقی سب جگہ میں تائے مربوطہ سے لکھا گیا جیسے اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ سورۃ بقرہ میں اور اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ سورۃ آل عمران میں وغیرذالک اور لفظ كَلِمَةٌ پانچ جگہ میں تائے مجرورہ سے لکھا گیا

(۱) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا سورۃ انعام میں (۲) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى سورۃ اعراف میں (۳) كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِیْنَ فَسَقُوْا اور

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ دونوں سورہ یونس میں (۵) وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۔ سورہ غافر میں اور باقی سب جگہوں میں تائے مربوطہ سے لکھا گیا جیسے وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ سورہ ہود میں ۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً سورہ ابراہیم میں وغیرہ ذالک ۔ اور لفظ بَقِیَّةٌ ایک جگہ تائے مجرورسے لکھا گیا جیسے بَقِیَّتُ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّكُمْ سورہ ہود میں اور باقی سب جگہوں میں تائے مربوطہ سے لکھا گیا جیسے اُولُوْا بَقِیَّةٍ سورہ ہود میں اور بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ ۔ سورہ بقرہ میں ۔ اور قُرَّةٌ صرف ایک جگہ میں تائے مجرورہ سے لکھا گیا جیسے قُرَّتُ عَیْنٍ لِّیْ وَ لَكَ سورہ قصص میں ۔ اور باقی سب جگہوں میں تائے مربوطہ سے لکھا گیا جیسے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ سورہ سجدہ وغیرہ ذالک ۔ اور لفظ شَجَرَةٌ صرف ایک جگہ میں تائے مجرورہ سے لکھا گیا جیسے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ سورہ دخان میں اور باقی سب جگہوں میں تائے مربوطہ سے لکھا گیا جیسے هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ سورہ

طٰہٖ میں وَشَجَرَۃً تَخْرُجُ سورہ مؤمنون میں وغیرہ۔ اور لفظ جَنَّۃً ایک جگہ تائے مجرورہ سے لکھا گیا جیسے وَجَنَّتُ نَعِیْمٍ سورہ واقعہ میں اور باقی سب جگہوں میں تائے مربوطہ سے لکھا گیا جیسے وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ سورہ اٰلِ عمران میں اور لفظ فِطْرَۃً صرف ایک جگہ میں تائے مجرورہ سے لکھا گیا فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا سورہ روم میں اور اس جیسا دوسرا کوئی لفظ قرآن کریم میں نہیں ہے۔ اور اسی طرح لفظ اِبْنَۃً قرآن کریم میں صرف ایک جگہ تائے مجرورہ سے لکھا گیا وَمَرْیَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ سورہ تحریم میں۔

اور لفظ مَعْصِیَۃً سورہ مجادلہ کی دو جگہ میں تائے مجرورہ سے لکھا گیا ہے[1]۔ واضح رہے کہ جن الفاظ کو تائے مربوطہ سے لکھا گیا ان پر اگر وقف کرنا پڑے تو اس تا کو ھا سے بدل ڈالے۔

تنبیہ: سورہ مرسلات میں لفظ جِمٰلَتٌ کو تائے مجرورہ سے لکھا گیا لیکن امام حفص رحؒ نے اس پر تائے مربوطہ یعنی ہائے تانیث کے ساتھ وقف کیا ہے۔

[1] وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ دو جگہ میں۔

رسم خط کے متعلق چند مسائل

قرآن کریم میں بعض الفاظ کے رسم خط میں زائد حرف لکھا گیا۔ اب اس کا ذکر کیا جاتا ہے لفظ عُلَمٰٓؤُا اور شُفَعٰٓؤُا کے اخیر میں واو اور الف زیادہ کیا گیا اور علامت مد کے طور پر میم اور عین پر ایک چھوٹا سا الف لکھ دیا گیا۔ اس میں قاعدہ یہ ہے کہ آخری ہمزہ پر وصل اور وقف کسی حالت میں مد نہ کیا جائے۔ اب اس قسم الفاظ کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے شُرَکٰٓؤُا۔ بُرَءٰٓؤُا۔ اَنۡبٰٓؤُا۔ جَزٰٓؤُا۔ اَلۡبَلٰٓؤُا اور اَلضُّعَفٰٓؤُا۔ اور ایسا ہی نَشٰٓؤُا ہے۔ سورہ ہود میں ایسا ہی لفظ تَفۡتَؤُا اور یَتَفَیَّؤُا دونوں میں مد نہیں ہے خواہ وصل میں ہو خواہ وقف میں اور اس قسم الفاظ کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔ یَبۡدَؤُا۔ یَعۡبَؤُا۔ تَظۡمَؤُا اَتَوَکَّؤُا۔ یَدۡرَؤُا۔ یُنَبَّؤُا۔ وغیرہ ایسا ہی لفظ رِبٰوا میں واو اور الف زیادہ کیا گیا اور بآء پر علامت مد کے طور پر ایک چھوٹا سا الف بھی لکھ دیا گیا اور لفظ صَلٰوۃ

اور زکوٰۃ میں صرف واؤ زیادہ کیا گیا اور بطور علامت مد لام اور کاف پر ایک چھوٹا الف لکھ دیا گیا اس جیسے الفاظ کو اسی پر قیاس کرنا چاہئیے جیسے عدادۃ ۔ حیٰوۃ ۔ نجوٰۃ ۔ منوٰۃ وغیرہ اور لفظ تتلوا ۔ ندعوا ۔ لیربوا نبلوا وغیرہ ہیں پس حالت وقف میں ان میں واؤ پر بلحاظ ضمہ ما قبل مد طبعی ہوتا ہے اور حالت وصل میں واؤ پر بلا مد فتح دیا جاتا ہے اسی طرح لفظ لاوْاذبحنّہ سورۂ نمل میں اور لفظ ملاوئہ میں الف زیادہ کیا گیا پس ان دونوں میں لام پر مد نہیں ہے اور لفظ الملؤا میں بعض لام کے بعد واؤ اور الف کہتے ہیں ۔ سو اس صورت میں واؤ زائد ہوگا اور بعض لام کے بعد صرف الف لکھتے ہیں تو اس تقدیر میں کوئی اشکال نہیں لیکن دونوں رسم میں ہمزہ پر مد نہیں ہے اسی طرح لفظ مائۃ اور مائتین اور لفظ لشایءٍ جو سورۂ کہف میں ہیں الف زیادہ کیا گیا اور بعض مصحف میں لفظ ثمود کے اخیر میں الف بڑھا کر چار جگہ میں لکھا گیا جیسے (۱) الا انّ ثمودا سورۂ ہود میں (۲) وثمودا

(۲) اَصْحٰبَ سورہ فرقان میں (۳) وَثَمُوْدَاْ وَقَدْ سورہ عنکبوت میں۔ (۴) وَثَمُوْدَ فَمَآ اَبْقٰی سورہ نجم میں۔

امام حفصؒ کے نزدیک ان چاروں آیتوں میں الف زائد ہے اور لفظ تَبُوْٓءَاْ اِیٓئَسُ میں یا زیادہ کی گئی اور راء پر بطور علامت ایک چھوٹا سا الف لکھ دیا گیا اسی طرح لفظ مِنْ نَّبَاِیٔ سورہ انعام میں مِنْ تِلْقَآیِٔ سورہ یونس اِیْتَآیِٔ سورہ نحل اٰنَآیِٔ سورہ طٰہٰ اور مِنْ وَّرَآیِٔ سورہ شوریٰ میں بھی یا زیادہ کی گئی اور لفظ بِلِقَآیِٔ وَبِقَآیِٔ جو سورہ روم میں ہے ان میں بعض مصاحف میں زیادہ کی گئی ہے اسی طرح بعض مصاحف میں لفظ بِاَیْدٍ سورہ ذاریات اور لفظ بِاَیِّکُمُ سورہ نون میں بھی زیادہ کی گئی ہے اور لفظ جَآءُوْ اور بَآءُوْ کو بغیر الف کے لکھا گیا۔ لیکن اس قسم الفاظ کے ہمزہ پر وصل اور وقف دونوں حالتوں میں مد ہوتا ہے اور لفظ اُوْلٰی اور اُوْلُوْا دونوں رسم میں موافق ہیں ان دونوں کے ہمزہ پر کبھی مد نہ ہوگا۔ البتہ لفظ اَوَلِیٰھُمْ کے ہمزہ میں امام حفصؒ کے نزدیک

مد ہونا چاہیے۔

تنبیہ

قد علمت مما ذکر من زیادۃ الحروف ونقصانها فی بعض الکلمات القرآنیۃ لتکون علی معرفۃ بها مع یقین وحسن نیۃ بحیث لا یکون فی ضمیرک ادنی ریب فی زیادۃ الحروف ونقصانها۔ لان الطاعن فی هجاء کلمات القرآن کالطاعن فی تلاوته وان الزیادۃ والنقصان فی بعض کلمات القرآنیۃ سر من الاسرار خص الله به کتابه العزیز وان التغییر والتبدیل فی بعض الحروف القرآنیۃ یحرم بالاجماع۔ لان الصحابۃ رضی الله عنهم جمعوا هذا القرآن الکریم وکتبوه فی المصاحف علی هذا الرسم المعروف وانهم مجمعون علی ذالک لانهم تلقوه من النبی صلی الله علیه وسلم علی هذه الهیئۃ۔ فما نقصوا ولا زادوا علی

بما سمعوا منہ صلی اللہ علیہ وسلم فیجب علی
کل مسلم ان یقتدی بہم وبفعلہم لان
الشارع صلی اللہ علیہ وسلم قد امرنا
بالاتباع ونہانا عن انواع المخالفۃ والابتداع
وقد روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم
نفعنا اللہ بہم وبمحبتہم ووفقنا لاتباعہم
امین یا رب العلمین

خاتمہ

اعلموا اخوانی ارشدنا اللہ جمیعًا الی
ھدیہ القویم وھدانا الی الحق والی طریق
مستقیم ووفقنا لحسن تلاوۃ کلامہ القدیم-
ان المقصود مما تقدم فی ھذا الکتاب من
فن التجوید ھو بیان کیفیہ الاداء بتلاوۃ
القرآن الکریم لکی یتنبہ القاری علی ما یجب

للحروف من المخارج والصفات وغيرهما كالتفخيم والترقيق والمدود والغنن ونحو ذالك وبهذا يتحسن النطق بكلام الله تعالىٰ ويصان اللسان عن الخطا من الزيادة والنقصان إن القرآن الكريم هو اشرف كلام واعظم عبادة و اوثق شافع و اغنى غناءٍ به سعادة الدارين وقد ورد فى فضله وفضل اهلِه ومعلميه من الآيات الكريمة والاحاديث النبوية مالا يطيق احد حصره۔

سند القرآن الكريم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله الّذى هدانا لِلإيمان والإسلام واكرمنا بنبيّنا محمد عليه الصّلوٰة والسّلام الّذى انزل عليه القرآن مجوّدًا مرتّلًا مبيّنًا

للشرائع والاحكام فمن حافظ علیٰ تلاوته وترتیله وتدبّر فی معانیه فهو مع السفرة الکرام ومن تهاون فیه اوتلاعب فی الفاظه فهو عند الله من الاخصام ومن تلاها بمشقّة مع حسن نیّة فله اجران لما ورد عن سید الانام علیه الصلوٰة والسّلام ومن وجد المعلم ولم یتعلم فلا اجر له بل هو اثم علی الدوام۔

نسئال الله تعالیٰ .... ان یعصمنا وجمیع المسلمین من الزیغ والاوهام وان یلهمنا الحق بجاه نبیّه علیه افضل الصّلوٰة والسّلام

امّا بعد فانی افید کم علماً بانی قرأت القرآن الکریم علیٰ ثلثة مشائخ ینتهی اسانیدهم الی ابی عمروالدوانی رحمة الله علیه متصلة مسلسلة معنعنة فمنهم شیخنا المعظم منبع الفیض والکمال حضرة مولانا محمد **یعقوب** البدرفوری وهو قرأ علیٰ شیخه مولانا محمد

عبد المجید وھو علیٰ شیخہ مولانا عبد الوہّاب السلھتی المعروف فی عصرہ فی کمال علم الظّاہر والباطن ومنہ مسلسلا الی ابی عمرو الدّانی رحمۃ اللہ علیہم و منہم شیخنا۲ مولانا عبد الرؤف الکرمفوری الشہبازفوری السلھتی وھو قرأ من شیخہ القاری عرق سوس المصری وھو من شیخہ شیخ القرأ فی عصرہ بمکۃ المکرمۃ القاری عبد اللہ المکی ومنہ بالسند المتصل الی ابی عمرو الدّانی رحمۃ اللہ علیہم۔ ومنہم۳ رئیس القرأ بمکۃ المکرمۃ الشیخ احمد الحجازی الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ وھو قرأ حفظًا علیٰ جملۃ من مشائخہ و بعد تمام حفظہ جیدًا قرأ مجودًا مرتلا مع جمیع الاحکام المطلوبۃ شرعًا علیٰ ید شیخہ واستاذہ المرحوم المغفور لہ شیخ احمد الدر دیر قابلہ اللہ برحمتہ الواسعۃ وھو تلقی عن شیخہ بالازہر الشریف ثم واحد بعد واحد بالتسلسل الیٰ امام الائمۃ المدقق الشیخ ابی عمرو الدانی رضی اللہ عنہ و

حصلہ فی اعلیٰ مقام وھو الذی تلقی القرأت السّبع
المشھورۃ روایۃ من افواہ الائمۃ العظامؒ
منھا روایۃ حفصؒ المذکورۃ ثم جمعھا ودوّنھا
فی کتابہ المسمیٰ بالتیسیر الذی نظمہ الشیخ
الامام الشاطبی وسماہ حرز الامانی وجہ التھانی
وھو المشھور الآن بالشاطبیۃ ثم ان الامام
الدانی المذکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخبر انہ
اخذ روایۃ حفص بالتلقی عن شیخہ ابی الحسن
وھو قرأ علی الھاشمی وھو قرأ علی اشنانی وھو قرأ علی عبید
وھو قرأ علی حفصؒ وھو قرأ علی عاصم رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فاما حفص فھو حفص بن سلیمان الکوفی وکنیتہ
ابو عمرو ولکنہ مشھور بحفصؓ واما عاصم فھو عاصم
بن ابی النجود وکنیتہ ابوبکر وشھرتہ عاصم
وھو تابعی قرأ علی عبد اللہ بن حبیب السّلمی
وزر بن جلیش الاسدی وھما علی عثمان بن عفانؓ
وعلی وابن مسعود وابی بن کعب وزید رضی اللہ عنہم

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امین وحی رب العالمین جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام وھو عن اللوح المحفوظ عن رب العزۃ جل ثناءہ وتقدست اسمائہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ یوفقنا جمیعا لما یحبہ ویرضی واللہ علی ما یشاء قدیر وبالاجابۃ جدیر - والحمد للہ رب العالمین -

ناچیز محمد عبد اللطیف غفرلہ - پھول تلی
ڈاکخانہ - رتن گنج - ضلع سلہٹ - بنگلہ دیش
۱۵ر فروری ۱۹۸۳ء - مطابق ۱۹ر ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ -

ضمیمہ مفیدہ

فصل عدد سورت

قرآن کریم میں ایک سو چودہ ۱۱۴ سورتیں ہیں - اور بعض سورۃ انفال اور سورۃ برأت دونوں کو ایک ہی سورت شمار کرتے ہوئے قرآن میں ایک سو تیرہ ۱۱۳ سورتیں کہتے ہیں - لیکن حقیقت میں دو سورتیں ہیں - اگرچہ

درمیان میں بسم اللہ فاصل نہیں ہے۔ اور سورۂ برأت کی ابتدا میں بسم اللہ نہ ہونے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین نے اس سورہ کو بسم اللہ کے ساتھ اتارا ہی نہیں۔ اور مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباسؓ سے دوسری ایک وجہ یہ مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بسم اللہ امان ہے اور یہ سورہ حکم تلوار کے ساتھ نازل کیا گیا ہے علاوہ ازیں اس بارے میں اور اقوال بھی مروی ہیں (واللہ اعلم)

فصل عدد آیات

حضرت عطاؒ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں چھ ہزار چھ سو سولہ (۶۶۱۶) آیات ہیں اور میمون بن مہران ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ درجات جنّت چھ ہزار چھ سو سولہ (۶۶۱۶) ہیں۔ اور آیات قرآن کی عدد درجات جنّت کی عدد کے مطابق ہے۔

فصل عدد کلمات

مشہور قول کے مطابق قرآن شریف میں ۷۷۹۳۴ کلمات ہیں اس کے سوا دوسرے اقوال بھی مروی ہیں۔

(واللہ اعلم)

فصل۔ فی سجود التلاوۃ

نمبر شمار	پارہ	سورۃ	نمبر شمار	پارہ	سورۃ
۱	۹	الاعراف	۸	۱۹	النمل
۲	۱۳	الرعد	۹	۲۱	الم تنزیل
۳	۱۴	النحل	۱۰	۲۳	ص
۴	۱۵	بنی اسرائیل	۱۱	۲۴	حٰمٓ السجدۃ
۵	۱۶	مریم	۱۲	۲۷	النجم
۶	۱۷	الحج	۱۳	۳۰	الانشقاق
۷	۱۹	الفرقان	۱۴	۳۰	العلق

فصل عدد حروف

قرآن شریف میں بروایت عمر بن خطابؓ ۱۰۲۷۰۰۰ دس لاکھ، ستائیس ہزار حروف ہیں۔

فائدہ

قرآن شریف میں ۵۳۲۴۳ زبر۔ اور ۳۹۵۸۲ زیر ۱۰۵۶۸۲ نقطے ۸۸۷۴ پیش۔ ۱۷۷۱ مد ۱۲۵۳ تشدید اور ۵۵۹ رکوع ہیں۔

فصل جمع و ترتیب قرآن کا بیان

قرآن شریف تین مرتبہ لکھا گیا ہے (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چنانچہ حاکم ابو عبد اللہ مستدرک میں شرط شیخین کے مطابق سند کے ساتھ حضرت زید بن ثابتؓ سے

روایت کرتے ہیں کہ زید بن ثابت رضؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مختلف ٹکڑوں پر قرآن شریف کی آیتوں کو لکھ لیا کرتے تھے (۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت زید بن ثابت رضؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس جنگ یمامہ میں حفاظ و قراء کی ایک بڑی جماعت کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچی تو حضرت عمر رضؓ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو قرآن شریف جمع کروانے پر مجبور کیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے یوں عذر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام نہیں کیا ہم اسکی جرأت کیسے کر سکتے ہیں۔ لیکن حضرت عمر رضؓ بار بار اصرار کرتے رہے آخر حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں میری شرح صدر کر دی۔

پس انھوں نے کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضؓ کو قرآن شریف جمع کرنے کا حکم دیا تو حضرت زید رضؓ نے اس اہم کام کو انجام دیا۔

(۳) حضرت عثمان رضؓ کے زمانے میں جبکہ تعدد لغات اور اختلافات قرأت کی وجہ سے لوگوں میں بہت اختلاف

ہونے لگا تھا۔ اس وقت حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی ترتیب سے قریش کی قرأت پر قرآن شریف کو لکھوایا اسی ترتیب پر تمام امت کا اجماع ہے۔ اور وہی تواتر کے ساتھ منقول ہے چنانچہ قرآن کتابت کے وقت خط عثمانی کا لحاظ رکھا جاتا ہے اور پڑھتے وقت حروف کے منقول صوت کی پابندی کی جاتی ہے یہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ قرأت میں اصل صوت ہے۔ مخرج اصل نہیں اسلئے کہ ایک مخرج سے تین حروف تک نکلتے ہیں جیسے جیم۔ شین۔ یا اور تا۔ طا۔ دال۔ سو اگر کسی حرف کو اس کے مخرج کے بجائے دوسرا حرف کے مخرج سے ادا کرے تو درست ہوگا۔ لیکن ایک حرف کے صوت کے بجائے دوسرا حرف کا صوت ادا کرلے تو ہرگز درست نہوگا۔ بلکہ عمداً اگر کسی حرف کے صوت کو بدل لے تو خوف کفر ہے اور ایک حرف کو دوسرے حرف سے صفات کے ذریعہ سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ صفات کا فائدہ حروف کے درمیان فرق کرنا ہے۔ لہٰذا اگر صفات کا لحاظ نہ رکھا جائے تو حروف کے اصوات متحد ہو جایں گے۔

ور اصوات بہائم کی طرح بے معنی ہو جایں گے۔

خلاصہ یہ ہے کہ صوت میں فرق کرنا اور منقول قرأت کے صوت کو باقی رکھنا مؤمن کیلئے لازم ہے اور اس میں تغیر پیدا کرنا سراسر تحریف ہے۔ (واللہ اعلم)

ناچیز محمد عبد اللطیف غفرلہ

دُعائے ختم قرآن

(ختم قرآن کریم کے بعد اس دُعا پڑھنے پر والد محترم کی عادت مستمرہ ہے)

اِجْعَلِ اللّٰهُمَّ ثَوَابَ مَا تَلَوْنَاهُ وَنُوْرَ مَا قَرَأْنَاهُ هَدِيَّةً لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ اٰبَائِهٖ وَاِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ الْقُرَّاءِ وَالْمُفَسِّرِيْنَ وَالْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَالْعُلَمَاءِ

الْعَالِمِيْنَ وَسَادَاتِنَا الصُّوْفِيِّيْنَ الْمُحَقِّقِيْنَ ثُمَّ اِلٰی رُوْحِ کُلِّ وَلِیٍّ وَّ وَلِیَّةٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا فِیْ بَرِّهَا وَبَحْرِهَا اَیْنَمَا کَانُوْا وَکَانَ الْکَائِنُ فِیْ عِلْمِكَ وَحَلَّتْ اَرْوَاحُهُمْ یَا اِلٰهَنَا یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ثُمَّ اِلٰی اَرْوَاحِ اٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَسَاتِذَتِنَا وَمَشَائِخِنَا وَمَنْ لَهٗ حَقٌّ عَلَیْنَا۔ ثُمَّ اِلٰی اَرْوَاحِ اَهْلِ جَنَّةِ الْمُعَلّٰی وَجَنَّةِ الْبَقِیْعِ وَسَائِرِ اَمْوَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ کَافَّةً عَامَّةً مَنْ لَهٗ زَائِرٌ وَمَنْ لَا زَائِرَ لَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْجَمِیْعَ بِرَحْمَتِكَ وَاَسْکِنَّا وَاِیَّاهُمْ بِفَسِیْحِ جَنَّتِكَ وَمَحَلِّ رِضْوَانِكَ وَدَارِ کَرَامَتِكَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْبُرْ اِنْکِسَارَنَا وَاقْبَلْ اعْتِذَارَنَا وَاخْتِمْ بِالسَّعَادَةِ اٰجَالَنَا۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَأْخُذْنَا فِیْ غَفْلَةٍ وَلَا تَجْعَلْنَا فِیْ غِرَّةٍ وَجْعَلْ اٰخِرَ کَلَامِنَا عِنْدَ انْتِهَاءِ اٰجَالِنَا قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اَحْیِنَا عَلَیْهَا یَا حَیُّ وَاَمِتْنَا عَلَیْهَا یَا مُمِیْتُ وَارْفَعْنَا وَانْفَعْنَا بِهَا عِنْدَكَ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ جَمْعَنَا هٰذَا جَمْعًا مُبَارَکًا وَتَفَرُّقَنَا تَفَرُّقًا طَیِّبًا وَّعَنِ السَّیِّئَاتِ مَعْصُوْمًا ۝

کاتب:۔ محمد روح الامین۔ چندن پورہ چاٹگام۔

মাদ্রাসা, স্কুল ও কালেজের যাবতীয় পাঠ্য বই সহ বিভিন্ন ধরনের গল্প ও ধর্মীয় গ্রন্থের বিপুল সমাবেশ—

বন্ধু লাইব্রেরী

৪/২ হাজী কুদরতুল্লাহ মার্কেট,
সিলেট।

(ব্যবসার মাধ্যমে সেবাই আমাদের লক্ষ্য)

...ন :—

১। ফুলতলী সাহেব বাড়ী লাইব্রেরী।
২। মাদ্রাসা ইয়াকুবিয়া দারুছ্ছুন্নাহ, ছোবহানী ঘাট, সিলেট।

:—আলহাজ্ব মাওলানা মুহাম্মদ ইমাদ উদ্দীন চৌধুরী। সিলেট—

: আলমগীর প্রিন্টিং প্রেস, ১০২, চন্দনপুরা, চট্টগ্রাম।
আলাপনী : ২০৬১৪৯